ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

6 رمضان المبارک 1438ھ / جون 2017ء

- ملکی و بین الاقوامی حالات میں تبدیلی اور نئی ’’گریٹ گیم‘‘
- مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے عہدیداران کا جدید اِنتخاب
- ماہ رمضان کے فضائل و برکات
- زکوٰۃ کے مسائل
- عید الفطر......صدقۃ الفطر (فضائل، احکام، مسائل)
- حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ

مدرسہ معمورہ / تعارف واپیل

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے ۲۸/نومبر ۱۹۶۱ء کو کرایہ کے ایک مکان میں ''مدرسہ معمورہ'' ملتان کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۹ء میں یہ مدرسہ، دارِ بنی ہاشم میں منتقل ہوا۔ ۱۹۹۰ء میں

● ''جامعہ بستانِ عائشہ'' قائم کر کے بچیوں کی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ الحمد للہ اس وقت دونوں مدارس میں حفظِ قرآن، ترجمہ وتفسیر اور فقہ وحدیث کی تعلیم جاری ہے۔

● مسجد باب رحمت ملتان کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے، صحن کی وسعت کے لیے پانچ مرلے کا پلاٹ خرید لیا ہے، پلاٹ کی چار دیواری اور امام وخطیب کی رہائش کے لیے ملحقہ مکان کی خرید باقی ہے۔ خرچ کا تخمینہ 15,00,000 پندرہ لاکھ روپے ہے۔ جسے آئندہ چھ ماہ میں مکمل کرنا ہے۔ (ان شاء اللہ)

● مدرسہ ختم نبوت چناب نگر میں ایک سو سے زائد طلباء حفظِ قرآن، درسِ نظامی اور مڈل تک عصری تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

● رہائشی طلباء کی جملہ ضروریات مدرسہ ہی کے ذمہ ہیں۔ علاوہ ازیں چناب نگر، چنیوٹ اور چیچہ وطنی میں تین مساجد کی جزوی تعمیر باقی ہے ● مسجد احرار چناب نگر سے ملحق مدرسہ ختم نبوت بھی زیر تعمیر ہے۔

● علاوہ ازیں چناب نگر میں ''مسلم ہسپتال'' کی تعمیر کے لیے مزید اراضی کی خرید اور تعمیر کا تخمینہ پانچ کروڑ روپے ہے۔ ● مدرسہ معمورہ میں طلباء کی درس گاہوں، رہائشی کمروں اور لائبریری کی تعمیر محرم ۱۴۳۹ھ میں شروع کی جا رہی ہے۔ جس کا تخمینہ تین کروڑ روپے ہے۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ پچاس لاکھ روپے ہے۔

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مختلف شہروں میں چھتیس مدارس تعلیم وخدمتِ دین میں مصروف ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ اپنی زکوٰۃ وصدقات اور عطیات مدرسہ معمورہ کو عنایت فرمائیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے جاری کردہ اس دینی فیض کو عام کرنے میں ہمارے معاون بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ (آمین)

ترسیل زر کے لیے	بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان بذریعہ منی آرڈر: سید محمد کفیل بخاری، ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 061-4511961,0300-6326621

الداعی ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری / مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 28 شمارہ 6 رمضان المبارک 1438ھ / جون 2017ء

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ:	ملکی و بین الاقوامی حالات میں تبدیلی اور نئی "گریٹ گیم"	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرہ:	رمضان المبارک میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیے!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کے عہدیداران کا جدید انتخاب	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	5
//	اسیرانِ ختم نبوت "دوالمیال" کے اعزاز میں استقبالیہ	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	7
//	گندی سیاست کی بوتل سے نکلا ہوا پانامہ کیس کا جن	پروفیسر خالد شبیر احمد	9
دین و دانش:	رحمت و مہربانی	شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ	12
//	عید الفطر ..... صدقۃ الفطر (فضائل، احکام، مسائل)	مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	14
//	ماہِ رمضان کے فضائل و برکات	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	17
//	زکوٰۃ کے مسائل	دارالافتاء	26
//	زکوٰۃ کے حساب اور ادائیگی کا آسان طریقہ	ادارہ	32
//	نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ	مولانا اعجاز صمدانی	34
//	اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غیروں کی نظر میں	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	36
//	ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	حافظ محمد عزیز الرحمٰن خورشید	38
//	احادیث نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۱۴)	حافظ عبیداللہ	40
ادب:	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	قمر احمد عثمانی رحمہ اللہ / پروفیسر محمد اکرام تائب	47
//	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم / سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	عادل یزدانی / شورش کاشمیری	48
//	عشق کے قیدی (قسط:۱۰)	ظفر جی	49
//	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	56
شخصیت:	حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ	صبیح ہمدانی	57
دعوتِ حق:	متلاشیانِ حق کو دعوت فکر و عمل (مکتوب نمبر1)	ڈاکٹر محمد آصف	61
حسنِ انتخاب:	تبصرہ کتب	صبیح ہمدانی	62
ترجیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

فیضانِ نظر ——
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی ——
ابن امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہم

مدیر مسئول ——
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے کار ——
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com
محمد نعمان سنجرانی

تزئین ——
محمد مزمل حمید

سرکولیشن منیجر ——
محمد یوسف شاد
0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ———— 200/- روپے
بیرون ملک ———— 4000/- روپے
فی شمارہ ———— 20/- روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

ملکی و بین الاقوامی حالات میں تبدیلی اور نئی ''گریٹ گیم''

سید محمد کفیل بخاری

۲۰؍مئی ۲۰۱۷ء کو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اپنے پہلے غیر ملکی دورہ پر سعودی عرب پہنچے، جہاں انھوں نے ریاض میں منعقدہ عرب امریکا اسلامی سربراہ کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

''امریکہ ایک نئے دور سے گزر رہا ہے، امن کے لیے ہمیں نئی شراکت داریوں کی جانب بڑھنا ہوگا۔ ایران دہشت گردوں کی پشت پناہی اور تربیت کر کے خطے میں دہشت گردی پھیلا رہا ہے۔ بشار الاسد ایران کے تعاون سے اپنے ملک کے بے گناہ شہریوں کو قتل کر رہا ہے۔ مسلم دنیا انتہا پسندی کے خلاف آگے بڑھے، تعاون نہ کرنے پر ایران کو تنہا کر دیں۔ سعودی عرب نے دہشت گردی کے خلاف مسلم ممالک کو متحد کیا اور قربانیاں دیں، افغان افواج نے طالبان کو شکست دی، ہمارا مقصد دہشت گردی کے خلاف اتحاد کی تشکیل ہے۔ اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ دنیا کے ۹۰؍فیصد مسلمان دہشت گردی کا شکار ہیں۔

خادم الحرمین شاہ سلمان نے کہا کہ:

''ایران دوسرے ملکوں کے معاملات میں مداخلت کر کے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ ہماری خاموشی کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ ہم نے داعش اور دیگر دہشت گرد تنظیموں کے خلاف اسلامی افواج کا اتحاد تشکیل دیا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف امریکا، اسلامی ممالک پارٹنر شپ کریں گے۔ اسلامی ممالک دہشت گردی کے خلاف امریکا کے ساتھ ہیں''

امریکی صدر ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید غیظ و غضب کا اظہار کیا تھا۔ تب وہ مسلمانوں کو دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دیتے تھے اور آج دہشت گردی کا شکار۔ دنیا کے بدلتے حالات نے ان کا بیانیہ بھی بدل دیا۔ انھوں نے شاہ سلمان کے آگے ضرورت سے زیادہ جھک کر سعودی عرب کا سب سے بڑا سول ایوارڈ ''شاہ عبدالعزیز میڈل'' بھی پہنا لیکن اس کے بدلے میں وہ عربوں سے امریکا کے لیے کیا کچھ لے گئے اپنی جگہ محلِ نظر ہے۔ سعودی عرب نے امریکا سے 350 ارب ڈالر کے معاہدے کیے، جن میں 110 ارب ڈالر کا اسلحہ خریدے گا۔ ٹرمپ کی بیٹی نے شاہی خواتین سے ویلفیئر کے نام پہ کروڑوں ڈالر کی دہاڑی لگائی اور ٹرمپ نے امریکا کے لیے امداد الگ وصول کی۔ اس کانفرنس میں صدر ٹرمپ اور شاہ سلمان نے دہشت گردی کے خلاف امریکا کے فرنٹ لائن، اتحادی پاکستان کا ذکر تک نہیں کیا۔ حالانکہ سب سے زیادہ جانی و مالی نقصان پاکستان نے اٹھایا اور قربانی دی ہمسایہ ممالک بھارت، افغانستان اور ایران کی ناراضی اور دشمنی اس پر مستزاد ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف کو ٹرمپ نے شیک ہینڈ اور کھوکھلی مسکراہٹ پر ہی ٹرخا دیا۔ سعودی عرب اسلامی ممالک کا قائد ہے۔ امریکا، عرب اسلامی ممالک کے حالیہ معاہدوں کا امت مسلمہ کو کیا نفع ہوگا؟

یہ تو مستقبل میں نتائج پر موقوف ہے لیکن اس وقت تو سارا منافع امریکہ لے گیا ہے اور حالات تیسری عالمی جنگ کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

جب سے عالمی سرمایہ دارانہ نظام کے قائد امریکا کی قیادت ڈونلڈ ٹرمپ نے سنبھالی ہے بین الاقوامی سطح پر اقتصادی و معاشی اور سیاسی حالات کی تبدیلیوں میں بھی تیزی آرہی ہے۔ ''سی پیک'' عالمی اقتصادی راہ داری کا بنیادی منصوبہ ہے اور قدرتی طور پر پاکستان اس کا مرکز ہے۔ نئے عالمی سرمایہ دارانہ نظام میں اسے ''گیم چینجر'' قرار دیا گیا ہے اور نئی گریٹ گیم اسی کے گرد گھوم رہی ہے۔ روس، چین اور پاکستان کی ٹرائیکا مستقبل میں اس گریٹ گیم کے تحت جنوبی ایشیاء میں کیا کردار ادا کرے گی؟ الم نشرح ہے۔ افغان طالبان سے روس کا معاہدہ گریٹ گیم کا اہم نتیجہ ہے۔ آئندہ دنوں میں صورت حال مزید واضح ہوجائے گی۔ سی پیک سے جہاں پاکستان میں اقتصادی ترقی و معاشی خوشحالی کے دعوے کیے جارہے ہیں وہاں اس کے مضرات بھی پیش نظر رہنے چاہیں۔ اگر سی پیک امریکا کو ہضم نہیں ہو رہا تو بھارت، ایران اور افغانستان کو بھی شدید پریشانی لاحق ہے۔ جس کا وہ پاکستان پر حملوں کی صورت میں کھلا اظہار کر رہے ہیں۔ پاکستانی قیادت کو اس صورت حال کا ادراک کرتے ہوئے مشکلات کا حل بھی نکالنا ہوگا اور پیش بندی بھی کرنی ہوگی۔ پائیدار خارجہ پالیسی کے ذریعے ہمیں اپنے ہمسایوں سے بہر حال تعلقات بہتر بنانے ہوں گے اور ملکی سلامتی ہر حال میں مقدم رکھنی ہوگی۔

پانامہ کیس کا انجام کیا ہوگا؟ قوم کی نظریں سپریم کورٹ اور جے آئی ٹی پر لگی ہیں۔ ڈان لیکس پر فوج نے اپنا ٹویٹ واپس لے لیا ہے۔ وزیر داخلہ چودھری نثار کے بقول اس مسئلے کو انھوں نے حل کرایا ہے۔ امید ہے کہ حکمرانوں کو درپیش باقی مسائل بھی وہ اسی طرح حل کرلیں گے۔ لیکن قوم کے مسائل جوں کے توں رہیں گے۔ عوام پستے رہیں گے، چند خاندان ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن کر ہم پر مسلط رہیں گے اور ترقی کی چڑیا دکھا کر قوم کو لوٹتے رہیں۔

آرمی چیف جنرل قمر جاوید نے ۱۸ مئی کو جی ایچ کیو میں ایک سیمینار سے اہم خطاب کیا۔ سیمینار میں ملک کی تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز اور ایچ ای سی کے چیئرمین نے بھی شرکت کی۔

آرمی چیف نے کہا کہ: ''ہر ذمہ داری فوج پر ڈالنے سے ملک آگے نہیں جاسکتا۔ کلبھوشن کیس میں وکیل ہم نے دیا۔ فوج اکیلے کچھ نہیں کرسکتی، دیگر حکومتی ادارے بھی اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ انتہا پسندی کو دین دار طبقے سے جوڑنا مغرب کی تعریف ہے، جو ناانصافی ہے''

سپہ سالار کا بیان کن حالات کی نشاندہی کر رہا ہے؟ اس سوال کا جواب حکمرانوں کے ذمے ہے۔ لیکن انصاف اور حق کا غماز ہے۔ دین دار طبقے کو بہر حال ہشیار رہنا چاہیے۔ بیانیہ تبدیل ہوا ہے فیصلے اور اقدامات تبدیل نہیں ہوئے۔ ہمیں عدم تشدد کی پالیسی پر کاربند رہتے ہوئے اور ملکی آئین کی پاسداری کرتے ہوئے دعوت دین اور غلبۂ دین کی پرامن جدوجہد جاری رکھنی ہے۔ ہمیں کسی گریٹ گیم کا حصہ بننے کی بجائے اپنے پرامن ایجنڈے پر ہی توجہ مرکوز رکھنی چاہیے۔ ماضی کی غلطیوں کے اعادے سے رہی سہی قوت بھی ختم ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کا حامی وناصر ہو اور دینی قوتوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

رمضان المبارک میں تعاون کا ہاتھ بڑھایئے!

عبداللطیف خالد چیمہ

مجلس احرارِ اسلام اپنے یومِ قیام 29 ردسمبر 1929ء سے آج تک نفاذِ اسلام، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور خدمت خلق جیسے شعبوں میں مثبت خدمات سرانجام دے رہی ہے، وطن کی محبت احرار کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے، قیام ملک کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ''میں قول کا نہیں عمل کا آدمی ہوں اور پاکستان مجھے اتنا ہی عزیز ہے جتنا کوئی اور دعویٰ کرسکتا ہے۔'' اس وقت پاکستان کی سلامتی اور اہل اسلام کا عقیدہ دشمن کے نرغے میں ہے، دشمن چالاک مکار اور عیار ہے اس کی نت نئی چالوں کو سمجھ کر احرار اپنا نقطۂ نظر ساتھ ساتھ دے رہے ہیں اور نامساعد حالات کے باوجود دعوت وارشاد، تعلیم وتربیت، مدارس ومساجد اور دفاتر ختم نبوت کا سلسلہ جاری وساری ہے، 4رمئی 2017ء جمعرات کو ملتان میں مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جدید مرکزی انتخابات اور پھر 14رمئی 2017ء اتوار کو لاہور میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں کام کی ترتیب کے لیے چھ کمیٹیوں کی منظوری نے کام کو جدید اور منظّم بنیادوں پر آگے بڑھانے کے لیے راہیں نکالی ہیں، خصوصاً نوجوانوں سے امید بندھی ہے کہ وہ کام کو سنبھالنے والے بن جائیں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ تحریک تحفظ ناموس رسالت اور تحریک تحفظ ختم نبوت کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر جدید بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے الحمد اللہ ہم چند قدم آگے بڑھے ہیں، ملک میں مردم شماری کا مرحلہ ختم ہو چکا ہے اس دوران متعدد مقامات پر قادیانیوں کی طرف سے مردم شماری فارم میں اپنی شناخت چھپا کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا گیا جس پر ہم نے متعلقہ اداروں کو آگاہ بھی کیا، قادیانی ترجمان اس پر بھی خفا ہیں کہ ہماری شناخت کیوں لی جارہی ہے کہ اس سے ہمیں خطرات لاحق ہوتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ مردم شماری کے لیے کوائف میں شہریوں سے مذہب کا پوچھنا حکومت اور اداروں کی اپنی ضرورت ہے اور اس کو چھپانا جرم ہے، سو اگر قادیانیوں کو اس سے کوئی خطرہ ہے تو اس میں قصور خود قادیانیوں کا ہے کہ وہ غیر مسلم کے آئینی تقاضے پورے کریں اور اپنی متعینہ آئینی حیثیت میں رہیں تو اُنہیں کوئی خطرہ نہیں ہوسکتا۔

جماعت اور اس کے اداروں کا کوئی مستقل ذریعہ کفالت نہیں، بس اللہ تعالیٰ کے سہارے پر اور آپ حضرات کے تعاون سے کام چل رہا ہے، رمضان کریم کی مبارک ساعتوں میں آپ حضرات سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ و صدقات اور فطرانہ وعطیات دیتے وقت اکابر احرار وختم نبوت کی یادگار مجلس احرار اسلام، اس کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت اور شعبۂ تعلیم و مدارس ومساجد ودفاتر اور شعبۂ خدمت خلق کو ہر حال میں یاد رکھیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی پرامن جدوجہد، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یقینی شفاعت کا ذریعہ بنے گی اور اس سے تعاون کرنے والے اِن شاء اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازوں کے حق دار ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نیکی کے ہر کام میں تعاون کی خاص توفیق سے نوازیں، حاسدین کے حسد اور شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں، امین، یارب العالمین!

مجلس احرار اِسلام پاکستان کے عہدیداران کا جدید اِنتخاب

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس 4 مئی کو دارِ بنی ہاشم، ملتان میں ہوا۔ جس کی صدارت ابن امیر شریعتؒ حضرت پیر جی سیّد عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے کی۔ نواسۂ امیر شریعتؒ حافظ سیّد محمد کفیل بخاری مدظلہٗ کی تلاوتِ قرآن مجید کے بعد مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکرٹری جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے گزشتہ سالوں کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ جس پر ارکانِ شوریٰ نے اپنے اِعتماد کا اظہار کیا۔ بعد ازاں مرکزی اِنتخابات کا مرحلہ آیا تو قائد احرار مدظلہٗ نے اپنی علالت کے پیش نظر اَرکانِ شوریٰ سے آئندہ مدت کے لیے متبادل امیر کے انتخاب کا مشورہ دیا، مگر مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر حضرت پیر جی سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ کی امارت پر اظہارِ اعتماد کرتے ہوئے انہیں دوبارہ امیر مرکزیہ چُن لیا۔ جبکہ عبداللطیف خالد چیمہ کو ناظم اعلیٰ اور ڈاکٹر عمر فاروق احرار کو مرکزی سیکرٹری اطلاعات منتخب کیا گیا۔ پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ کو مرکزی نائب امیر، میاں محمد اویس اور قاری محمد یوسف احرار کو مرکزی نائب ناظم مقرر کیا گیا۔ سابق قادیانی رہنما ڈاکٹر محمد آصف کو ناظم دعوت و اِرشاد کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ علاوہ ازیں مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قریشی سندھ اور مولانا تنویر الحسن پنجاب کے سیکرٹریز نامزد ہوئے۔

احرار کے مرکزی دفتر دارِ بنی ہاشم ملتان میں تین گھنٹے تک جاری رہنے والے اجلاس میں ملک کی مجموعی سیاسی صورتحال پر بھی غور کیا گیا اور قرار دیا گیا کہ وطن عزیز کے خلاف دن رات سازشیں ایسے عناصر کر رہے ہیں جو اِسلام اور دستور پاکستان کے خلاف ہیں، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے اجلاس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قوم کو درپیش حقیقی مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے پانامہ اور ڈان لیکس جیسے غیر متعلقہ موضوعات میں لوگوں کو اُلجھایا جا رہا ہے۔ انھوں نے کہا ملک کی معیشت کی زوال پذیری، کمر توڑ مہنگائی اور بدامنی نے موجودہ حکمرانوں کے دعووَں کی قلعی کھول دی ہے، مگر اپوزیشن بھی قوم کو درپیش اصل مسائل کو اُجاگر کرنے کی بجائے اقتدار پر قبضے کے لیے زور لگا رہی ہے۔ مرکزی نائب امیر سیّد محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مشال خان کے قابل مذمت قتل کو دینی طبقات سے جوڑنا ایک انتہائی مذموم فعل ہے۔ انھوں نے کہا کہ 295 سی میں ترمیم کے نام پر ملک میں لاقانونیت اور اَنارکی پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ نومنتخب ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قابل افسوس امر ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی بجائے منکرین ختم نبوت کی پشتیبانی کی جارہی ہے اور تحفظ ناموس رسالت کے مسئلہ پر قرآن وسنت اور اجماعِ امت سے اِعراض برتا جا رہا ہے۔ اجلاس میں متعدد ذیلی کمیٹیوں کے قیام کی منظوری بھی دی گئی۔ اجلاس میں تحریک تحفظ ناموس رسالت کی اسلام آباد اے پی سی کے تمام مطالبات کی تائید وحمایت کی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک تحفظ ناموس رسالت

کو بین الاقوامی سطح پر اُجاگر کیا جائے گا۔ تاکہ دنیا کے سنجیدہ حلقے قادیانی اور سیکولر لابی کے پراپیگنڈے کا شکار ہونے کی بجائے صورت حال کا صحیح ادراک کر سکیں۔ علاوہ ازیں اجلاس میں تنظیمی حوالے سے کئی اہم فیصلے بھی کیے گئے۔

اجلاس میں متعدد قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ قانون توہین رسالت میں بلا جواز اور بلا ضرورت تبدیلی کی کوششیں بند کر کے توہین رسالت کے واقعات کی روک تھام کی جائے اور گستاخانِ رسالت کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ سودی نظام کا خاتمہ کر کے سودی معیشت کا سدباب کیا جائے۔ ملک میں لوڈ شیڈنگ ختم کی جائے اور عوام کو بلاتعطل بجلی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ سیاسی محاذ آرائی سے ملک میں بڑھتی ہوئی بے چینی واضطراب اور پاکستان کے داخلی محاذ پر کشیدگی کو ختم کیا جائے۔ ملک کو لُوٹنے والے عناصر کا بے رحمانہ احتساب کر کے قومی دولت کو لٹیروں سے واپس لایا جائے۔ اجلاس کے تمام شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اسلام کی سربلندی، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور وطن عزیز کی سلامتی کے لیے مجلس احرار اپنی پرامن جدوجہد جاری رکھے گی، اجلاس میں پاک فوج کی انسدادِ دہشت گردی کے لیے کوششوں کی مکمل تائید کی گئی اور دہشت گرد عناصر اور اُن کے سرپرستوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا گیا۔ دریں اثناء اجلاس میں اس امر کی وضاحت کی گئی کہ کالعدم ’’جماعت الاحرار‘‘ نامی کسی دہشت گرد گروہ سے مجلس احرار اسلام کا کسی قسم کا ہرگز کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے، لہٰذا میڈیا اس سلسلے میں صحافتی بددیانتی سے احتراز کرے اور مجلس احرارِ اسلام کے خلاف غلط فہمی پھیلانے سے باز رہے، اجلاس میں مرکزی عہدے داروں کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق، محمد خاور بٹ، چودھری خادم حسین، مولانا فقیر اللہ، حافظ گوہر علی، حافظ ضیاء اللہ، مولانا عبدالغفور، قاری علی شیر، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مفتی سیّد صبیح الحسن ہمدانی، رانا قمر الاسلام، مولانا عبدالغفار، عبدالکریم قمر سمیت پچاس ارکانِ شوریٰ اور دس مبصرین نے شرکت کی۔

ملک وقوم کو جن حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اِن حالات میں جمعیت کے صد سالہ اجتماع اور مجلس احرار اسلام کی مجلس شوریٰ کا اجلاس انعقاد پذیر ہونا دینی قوتوں کے لیے حوصلہ افزا پیغام ہے، کیونکہ دہشت گردی کو اِسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جوڑ کر اِسلام کو بدنام کیا جا رہا ہے اور عملاً مسلمانوں کے ساتھ تعصّبانہ رویہ اختیار کرنے میں بظاہر سیکولر نظر آنے والے اور درحقیقت عیسائی معاشرے پیش پیش ہیں۔ یہودیوں کے فلسطین میں دہشت گردانہ اقدامات اور عیسائی ممالک میں حجاب، داڑھی اور پگڑی کے خلاف انتہا پسندی کا اظہار کھلے عام موجود ہے، لیکن بین الاقوامی میڈیا پر چھائے ہوئے بنیاد پرست صیہونی ومسیحی عناصر مسلمانوں کی مظلومیت کا چہرہ دکھانے سے انکاری ہیں۔ یک طرفہ پراپیگنڈہ اور جانبدارانہ بے بنیاد تجزیے اور رپورٹیں محض ظالم کو مظلوم بنا کر دُنیا کو دکھانے کے درپے ہیں۔ جہاں اِن مخدوش اور نازک حالات میں امن پسند اور معتدل نظریات کی حامی ایسی دینی جماعتوں کے اجتماعات اور اجلاس روشنی کی کرن ہیں، وہیں اسلام پسند طبقوں کے لیے بھی یہ پیغام ہے کہ ملکی قوانین اور آئین کی پاسداری کرتے ہوئے اشتعال وجارحیت سے ہٹ کر ہی دینی جدوجہد کو جاری رکھنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ تاکہ کسی رکاوٹ اور تعطل کے بغیر مسلمانوں کی درست سمت میں رہنمائی کے ساتھ ساتھ قیامِ حکومت الٰہیہ کی محنت وسعی کا کام انجام پذیر ہوتا رہے۔ جس کا نفاذ تمام دینی کارکنوں کی دلی تمنا اور حقیقی منزل ہے۔

اسیرانِ ختم نبوت ''دوالمیال'' کے اعزاز میں استقبالیہ

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

ضلع چکوال کے گاؤں دُوالمیال کی بنیادی وجۂ شہرت یہاں کے نامور فوجی افسران کی بدولت ہے۔ جن میں سے بیشتر کا تعلق بدقسمتی سے قادیانی گروہ سے رہا ہے۔ جنگ عظیم اوّل کے دوران اِس گاؤں کے 460 فوجیوں کی خدمات کے صلہ میں حکومت برطانیہ نے 1925ء میں یہاں ایک توپ نصب کی تھی جو دُوالمیال میں داخل ہوتے ہی دکھائی دیتی ہے۔ دُوالمیال کا نام دُوسری بار تب ملکی اور غیر ملکی میڈیا پر آیا، جب 12 دسمبر 2016 کو میلادالنبی کے روایتی پُرامن جلوس پر قادیانیوں نے فائرنگ کر کے ایک مسلمان کو شہید اور سات سے زائد مسلمانوں کو شدید مجروح کر دیا تھا۔ پھر بجائے اِس کے کہ قادیانی ملزمان کو گرفتار کر کے عدالت کے کٹہرے میں لایا جاتا، اُلٹا تین ہزار مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کا کیس بنا کر 68 بے گناہ مسلمانوں کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ اِن قیدیوں میں سے دو ایسے معذور اَفراد بھی شامل تھے، جن میں سے ایک شخص دونوں ٹانگوں اور دُوسرا دونوں بازوؤں ہی سے محروم تھا۔ اِس پر تشدد اور اَذیتوں کا لامتناہی سلسلہ مستزاد تھا۔

اِس دردناک واقعہ کی خبر اگرچہ ہمیں چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کے 12 ربیع الاوّل کے جلوس کے دوران ''ایوانِ محمود'' کے سامنے ایک دوست سے مل گئی تھی، مگر اِشتعال کے خدشہ کے پیش نظر جلوس کے شرکاء سے اِس واقعہ کو پوشیدہ رکھا گیا۔ دوسرے دن مجلس احرار اسلام کے مبلّغ مولانا تنویر الحسن کو جماعت کی مرکزی قیادت نے حالات معلوم کرنے کے لیے دُوالمیال روانہ کیا اور احرار رہنماؤں کی وہاں آمدورفت کا یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ احرار رہنماؤں نے تب قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے نوجوان نعیم شفیق کے اہل خانہ سے تین وعدے کیے تھے کہ ہم حتی المقدور مرحوم کے پسماندگان کی مالی، اخلاقی امداد اور اِن کی مظلومیت کو میڈیا کے ذریعے اجاگر کرنے میں تعاون کریں گے۔ الحمدللہ! ہم اپنے وعدوں کو پورا کرنے میں سرخ رُو ہوئے۔ اِس واقعہ کی ابتدا ہی میں مجلس احرار اسلام نے مسلم لیگ ق کے رہنما اور ممتاز سماجی شخصیت جناب حافظ عمار یاسر کو تمام واقعات سے آگاہ کر کے اُن کو قانونی اور مالی معاملات میں متحرک ہونے کی ترغیب دی تھی۔ اللہ حافظ صاحب کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے اِس کارِ خیر میں شریک ہونے میں دیر نہ لگائی اور سب مصروفیات ختم کر کے مظلومین کی مدد کے لیے فوری اقدامات کیے۔ بلاشبہ انھوں نے تمام سیاسی وابستگیوں اور مفادات کو تحفظ ختم نبوت پر قربان کر کے وافر مقدار میں توشۂ آخرت کا ذخیرہ کیا۔ اگر حکمرانوں کی قادیانیت نوازی آڑے نہ آتی تو اِن بروقت اقدامات کے نتیجے میں مقبوضہ مسجد کی واگزاری سے لے کر مسلمانوں پر ناجائز مقدمات کے خاتمہ تک انتہائی مختصر وقت لگتا، مگر اِن مظلوم مسلمانوں کی دادرَسی کے لیے دیگر سنجیدہ حلقوں سے کوئی مؤثر صدائے احتجاج بلند نہ ہوئی اور نتیجتاً مسلمانوں پر آزمائشوں کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اب پانچ ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ قادیانی قاتلوں کے خلاف تین ماہ گزرنے کے بعد بمشکل ایف آئی آر درج ہوئی، مگر سینتالیس نامزد قادیانی ابھی تک آزاد ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کی مسجد پر طویل عرصہ سے قادیانی قبضہ کیے ہوئے ہیں جو اِس واقعہ کے بعد سِیل کر دی گئی ہے اور اب

مسلمانوں پر مسجد سے دستبرداری اور ایف آئی آر کی واپسی کے لیے لگاتار دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ الحمدللہ مسلسل قانونی چارہ جوئی کے ذریعے 68/ اسیرانِ ختم نبوت میں سے 47/ بھائی ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں۔ 21/ مسلمانوں کی رہائی کے لیے قانونی جنگ جاری ہے۔ جیل سے باہر رہ کر تحفظ ختم نبوت کی مشعل کو فروزاں رکھنے میں دوالمیال کے ملک محمد ناصر، ڈاکٹر حامد خان، پروفیسر ندیم محمد مجیب اور اُن کے رفقاء، جبکہ تلہ گنگ سے محمد سعید طور اور مجلس احرار کے احباب قابل صد تحسین ہیں۔

اَسیرانِ ختم نبوت رہا ہوئے تو اہل علاقہ نے اُن کے اعزاز میں 13/ مئی کو دُوالمیال میں ایک شاندار اِستقبالیہ پروگرام کا انعقاد کیا۔ جس میں علاقہ بھر کے مسلمانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ تلہ گنگ سے جناب حافظ عمار یاسر کی قیادت میں ایک قافلہ روانہ ہوا۔ جبکہ حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نواسے حضرت حافظ سیّد محمد کفیل بخاری مدظلہٗ نائب امیر مجلس احرار اسلام آزاد کشمیر کے علاقہ راولاکوٹ سے دورہ ختم کر کے اسلام آباد پہنچے، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن سے سانحۂ مستونگ پر اظہار ہمدردی کیا اور پھر سیدھا دُوالمیال تشریف لے لائے۔ اُن کے ہمراہ میاں محمد اُویس ڈپٹی جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان اور ڈاکٹر محمد آصف (سابق قادیانی رہنما) بھی تھے۔ مولانا تنویر الحسن اور راقم (ڈاکٹر عمر فاروق) نے بھی تلہ گنگ سے روانہ ہو کر اِس مبارک مجلس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اَسیر ختم نبوت سید سبط الحسن کی تلاوت کے بعد ماسٹر محمد سلیم نے سانحہ دوالمیال کے حقائق وواقعات کو مختصراً دُہرایا اور متاثرین کے لیے مجلس احرار اسلام کی مساعی اور حافظ عمار یاسر کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ حافظ عمار یاسر نے مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اِس معاملہ میں اُن کی توجہ مبذول کرائی اور اَسیرانِ ختم نبوت کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے واضح کیا کہ اُن کی ہر سطح پر اِمداد و تعاون کا سلسلہ جاری رہے گا اور جب تک باقی اسیروں کی رہائی نہیں ہو جاتی۔ وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری حفظہ اللہ نے مجلس احرار کے کارکنوں کی تاریخ ساز جدوجہد کی تعریف کی اور تحفظ ختم نبوت کے لیے جیل کی صعوبتیں اٹھانے والے مجاہدین ختم نبوت کو اُن کی رہائی پر مبارک باد دی۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام نجاتِ اُخروی کی ضمانت ہے۔ برصغیر میں حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ نے تحفظ ختم نبوت کا جھنڈا اُٹھایا، پھر اُن کے مرید خاص حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اِس مقدس مشن کو اَپنی زندگی کا مشن بنالیا۔ اب مجلس احرار اِسلام اِسی پاک مشن کو لے کر چل رہی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہم یہاں کے غیرت مند مسلمانوں کے کام آ سکے۔ انہوں نے کہا کہ لائق صد تحسین ہیں، اسیرانِ ختم نبوت! کہ جنہوں نے تحفظ ختم نبوت کی خاطر پانچ ماہ تک اپنی ناتواں جانوں پر ظلم وتشدد کو برداشت کیا۔ انہوں نے کہا کہ مشکل کی اِس گھڑی میں مجلس احرار اسلام پہلے دن سے آج تک آپ کے ساتھ ہے اور اِن شاءاللہ مسجد کی واگزاری اور آخری قیدی کی رہائی تک آپ ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے۔ سید کفیل بخاری مدظلہٗ نے بعد ازاں موضع تتر ال میں شہیدِ ختم نبوت نعیم شفیقؒ کی یاد میں منعقدہ ایک یادگار محفل میں بھی شرکت کی، مرحوم کی قربانی کو خراج تحسین پیش کیا اور مرحوم کے والد ماجد اور اُن کے بھائی سعد رضا سے بھی ملاقات کی۔ یوں اِستقبالیہ اور تعزیتی نشت کے یہ ایمان افروز پروگرام اِختتام کو پہنچے۔ اِن دونوں تقریبات سے علاقہ بھر کے مسلمانوں میں عزم وہمت اور جرأت و دِلاوری کے جذبات پیدا ہوئے۔ ایسے مخدوش حالات میں جب کہ اِن مظلومین کے حق میں کیا حکومت اور کیا اپوزیشن! کسی بھی جانب سے اُن کی تائید وحمایت کے آثار معدوم ہیں۔ ایسے مبارک اجتماعات یقیناً جرأت وحوصلہ کو مہمیز کرنے کا باعث ہیں۔

گندی سیاست کی بوتل سے نکلا ہوا پانامہ کیس کا جن

پروفیسر خالد شبیر احمد

’’پانامہ کیس‘‘ اور ’’ڈان لیکس‘‘ نے ہمارے نظام حکومت کی حقیقت کھول کر رکھ دی ہے۔ پوری قوم اس وقت خوف وہراس کے اتھاہ سمند میں غوطے کھارہی ہے۔ ہماری سیاسی زندگی کی یہ بات روایت ہو کے رہ گئی ہے کہ انتخاب سے پہلے بھی سیاسی بحران ہوتا ہے اور الیکشن کے بعد یہ بحران اور شدید ہو جاتا ہے۔ قومی انتخابات سے پہلے اس سیاسی بحران نے پوری قوم کو حیران و ششدر کر کے رکھ دیا ہے۔ سیاست دانوں کی اس طفلانہ جنگ بازی نے پوری قوم سے سکھ چین چھین لیا ہے۔ حدتو یہ ہے کہ ہمارے سیاست دانوں کی ذاتی کدورت اور عداوت سے ملک کا ہر ادارہ مشکوک ہی نہیں بلکہ مغضوب و مطعون ہو کے رہ گیا ہے۔ حتیٰ کہ عدلیہ اور فوج جیسے اہم ترین ادارے سیاست دانوں کی زبردست تنقید کی زد پر ہیں۔ حب الوطنی احساس ذمہ داری خوف خدا کا کہیں نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔ جمہوریت کے نام پر مفاد پرستی کو فروغ حاصل ہوتا جارہا ہے۔ ہر ہوش مند پاکستانی اس صورت حالات پر نہ صرف پریشان و مضطرب ہے بلکہ سیاست دانوں کے عقل اور شعور کی پستی پر آنسو بہاتا نظر آتا ہے۔ سیاسی رقابت کی اس جنگ نے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ بحیثیت قوم ہمارا سب کچھ جبرِ جمہوریت کی زد پہ ہے۔ شدت احساس کا اظہار جب نثر میں ہوتا نظر نہ آئے تو پھر شاعری کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اس سہارے سے ہی موجودہ سیاسی اور معاشرتی صورت مزید کھل کر شدید صورت میں ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے۔

خزاں چمن پہ چھا گئی، بہار اشک بار ہے　　ادھر بھی انتشار ہے ادھر بھی انتشار ہے
یہ کیا تغیرات ہیں، یہ کیا ہوا یہ کیوں ہوا　　کہ دشت و کوہ غم زدہ، اداس آبشار ہے
یہ کیا زوالِ زیست ہے سوچتا ہے کون یہ　　کہ آدمی کا آدمی ہی کس لیے شکار ہے
ملا ہے دیں سے دوریوں کا خالدؔ ہم کو یہ صلہ　　نفاق و افتراق ہے شدید خلفشار ہے

ان دنوں ملک کی صورت حال یہ ہے کہ ملکی مسائل پر لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں اور دل بیٹھ بیٹھ جاتا ہے۔ کبھی یہ احساس بھی شدت سے ابھرتا ہے کہ ہم پاکستانیوں کا کوئی والی وارث نہیں بلکہ غیروں نے ہمارے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے اور ان کا فیصلہ ہے کہ دکھی دل پاکستانیوں کو مزید دکھ پہنچایا جائے۔ ایسے میں ہر پاکستانی پریشان ہے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر یہ کہتا نظر آتا ہے۔

شہرِ ظلمت میں غم کے ماروں کی کیا کبھی بھی سحر نہیں ہوتی؟

یہاں پر ایسا کون ہے جس کے کردار و اخلاق پر انگلی نہ اٹھائی جاسکتی ہو ہر ایک سیاست دان کا ماضی داغدار حال مشکوک اور مستقبل معدوم نظر آتا ہے۔ ہر سیاست دان دوسرے سیاست دان کو کہنی مار کے آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ اقتدار کی خواہش نے ان سیاست دانوں کو پاگل کر کے رکھ دیا ہے۔ ہماری سیاسی قیادت میں سرے سے کوئی جاذبیت رہ ہی نہیں گئی۔ قوم کا ہر فرد ان کی اس سیاسی رقابت سے پریشان ہی نہیں بلکہ خوف زدہ بھی ہے اور زبانِ حال سے یہ بھی کہہ رہا ہے۔

لے گئے لوٹ کے گھر بار محافظ میرے رہ گیا خوف فقط میرے مکاں میں رکھا

سیاسی قیادت میں جاذبیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کے پاس کوئی موقف ہو، کوئی نصب العین ہو، کوئی مشن ہو اور اس مشن کی صداقت پر سیاسی قیادت کو لازوال یقین ہو۔ ایسے میں عوام بھی اپنی سیاسی قیادت کو عزت واحترام سے دیکھتی ہے اور ایسی قیادت پر جان تک نثار کرنے کے لیے تیار رہتی ہے۔ مگر یہاں پر تو معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ نہ قیادت، نہ موقف، نہ کوئی منزل نہ ہی کوئی نصب العین اور اگر ہے تو فقط یہ کہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے انتخاب جیتا جائے۔ پھر لطف کی بات یہ بھی ہے کہ سب کچھ یہ کہہ کے ہو رہا ہے کہ جمہوریت کو اچھے ہاتھوں میں لانا ہے اور ستم ظریفی یہی تو ہے کہ جمہوریت کو اچھے ہاتھوں میں لانے والے ہی یہ گل کھلا رہے ہیں۔ یہ سب دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔

کیسا عروجِ زیست پہ آیا زوال ہے قحط الرجال ہے یہاں قحط الرجال ہے
لابہ گروں کی زد پہ ہے تاج و سریر آج رہبر ہوئے ہیں گورکن اب ایسا حال ہے
اقبال تیرے خواب کی دنیا اجڑ گئی خطہ تیرے خیال کا روبہ زوال ہے
دکھ زندگی کے روح کی تہہ تک اتر گئے جینا محال ہے مجھے مرنا محال ہے

آخر ان برے دنوں کا مقابلہ کون کرے گا اور کس طرح ہوگا۔ یہی سوال اس وقت ہر ذی شعور فرد کے ذہن پر ہتھوڑے برسا رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ ایسے حالات کے مقابلے کے لیے سوچا جائے ایسے ناگفتہ بہ حالات اور صورت حال کے محرکات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسے خوفناک حالات کی بنیادی وجہ ہمارا شوقِ کرّ وفر خواہشِ اقتدار اور اس خواہشِ اقتدار کے حصول کے لیے ہر جائز ناجائز ذریعے کو عمل میں لانے کی عادت ہے۔ جو بھی سیاست دان میدان سیاست میں قدم رکھتا ہے اس کو خواہش اقتدار بے چین کیے رکھتی ہے کہ کس وقت لیلائے اقتدار اس کی ہم آغوش ہو کر اس کے پہلو میں جلوہ افروز ہوگی اور کس وقت وہ اپنے لیے شان و شوکت کا سامان حاصل کر کے اپنا دامن حرص و ہوس سے بھر سکے گا۔ اس کام کے حصول کے لیے سیاست دان ہر طرح کی بے اصولی کو اصول جانتا ہے کوئی وعدہ کوئی معاہدہ اس کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے ہر طرح کی عیاری اور مکاری اپنی سیاست کا جزو اول قرار دیتا ہے۔ اسی لیے اب پاکستانی سیاست نے ایسے اصول بھی وضع کر لیے ہیں جن کا نہ تو انسانیت کے ساتھ کوئی تعلق ہے نہ

اخلاق و کردار کے ساتھ۔ مثلاً سیاست میں کوئی دوست دشمن نہیں ہوتا۔ سیاست میں جعلی مذاکرات کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ سیاست میں کوئی وعدہ معاہدہ قرآن حدیث کا درجہ نہیں رکھتا، سیاست میں آج کا دوست کل کا دشمن ہوسکتا ہے اور آج کا دشمن کل کا دوست بھی ہوسکتا ہے۔ ان جعلی اور مکروہ سیاسی اصولوں پر استوار ہونے والی سیاست اور جمہوریت کیا کیا گل کھلاسکتی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ ایسے ہی مکروہ اصولوں کی وجہ سے ملکی سیاست محض تجارت بن کے رہ گئی ہے۔ اب ملکی سیاست میں فراست تدبر تحمل تفکر بردباری احساس ذمہ داری اور خوف خدا نام کی کوئی شے باقی نہیں رہ گئی۔ دین کی ہر خوبی کو نظر انداز کر کے صرف اور صرف دنیا کی ہر بے اصولی کو اپنی سیاسی زندگی کا مرکز و محور بنا لیا گیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے منہ میں اگر دین کی لگام نہ ہو تو پھر یہ مسلمان سرکش اور خود سر ہو کر وہ سب کچھ کر گزرتا ہے جو اس وقت ہمارے ملک کے سیاست دان کر رہے ہیں۔ شاید علامہ اقبال نے اسی لیے یہ کہا تھا۔

ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا　　دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت

دوسری وجہ اس خلفشار کی یہ ہے کہ جمہوریت کو دین کی کرسی پر بیٹھا دیا گیا ہے اور دین کو ایک نظریہ سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ جمہوریت ایک نظریہ ہے جس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے جبکہ دین مکمل ہوگیا ہے جس میں تغیر و تبدل سرے سے ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی لیے تو ہم نے دینی تقاضوں کو نظر انداز کر کے صرف اور صرف جمہوریت کی راگنی الاپنی شروع کر دی ہے جس کے نتائج اب ہمارے سامنے ہیں۔ دین کا سیاست کے ساتھ تعلق نہ ہونے کے سبب ہماری سیاست ہماری معاشرت تباہ و برباد ہو کر ہمارے سامنے ''پانامہ کیس'' اور ''ڈان لیکس'' کی صورت میں ظاہر ہو کر ہمیں ایک جن اور بھوت کی طرح ڈرا رہی ہے ''پانامہ کیس'' دراصل دین کو سیاست سے جدا کرنے کا ثمرہ ہے جس پر ساری قوم ہی نہیں بلکہ عدلیہ، فوج اور خود سیاست دان اور سب سے زیادہ ملک کے عوام مضطرب و بے چین اور خوف زدہ ہیں۔ اقبال نے اسی لیے تو کہا تھا۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو　　جدا ہو دیں سیاست سے تو وہ جاتی ہے چنگیزی

ایسے حالات میں ہم اپنے سیاست دانوں سے یہی اور صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ لوٹ آیئے ان اقدار کی جانب جو دین فطرت نے انسان کے لیے مخصوص کر دیے ہیں۔ اقدار کی سیاست سے ہی مسائل حل ہوگئے۔ اقتدار کی سیاست سے ہرگز نہیں۔

ہر چند میرے ذوق کی تسکین نہیں یہاں　　نغمہ سرا ہوں سازِ اذیت کی تال پر
صحن چمن میں کیوں نہیں پہلے سی چاندنی　　کھلتے ہیں گرچہ پھول بہت ڈال ڈال پر

رحمت ومہربانی

شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ

ماں کی پریشانی دیکھ کر بچے کو چھوڑ دیا گیا۔ وہ قید سے چھوٹا تو خوشی سے دوڑتا کلیلیں بھرتا اپنی ماں سے جاملا۔ کچھ نہ پوچھنے کہ خوشی سے دونوں کا کیا حال ہوا۔ دونوں کو نئی زندگی مل گئی۔ بچے کو چھوڑنے والا آگے بڑھ گیا۔ ماں بچے کو لے کر لوٹ گئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ رکتی اور دور جاتے ہوئے اپنے محسن کی طرف دیکھتی رہی۔ کوئی اس کی نظریں دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ اس میں اپنے محسن کے لیے کیسا پیار، کیسی عقیدت اور دل سے نکلنے والی دعاؤں کی کتنی روشن جھلک تھی، وہ بچے کو چھوڑنے والا جب بھی مڑتا اور یہ منظر دیکھتا تو بے اختیار اس کا دل بھر آتا اور وہ سوچتا کہ بچے کو ماں سے چھڑا کر اس نے کیسا ظلم کیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا کہ اس نے اس کے دل میں رحم ڈال دیا، ورنہ امتنان وتشکر کا یہ منظر دیکھنے کو کہاں ملتا۔

رحم اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں بہت بڑی صفت ہے۔ عدل سے بھی بڑی صفت۔ قرآن میں آیا کہ: ''اَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْن'' کہ رحم کرنے والوں میں وہ سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ دنیا جہاں میں سینکڑوں باتیں رحم کی سننے میں آتی ہیں اور رحم کرنے کے بہت سے واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتے رہتے ہیں یہ سب رحمت خداوندی کا عکس ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ ''حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْم'' کہ وہ بہتری کے بڑے شائق اور مسلمانوں پر بہت شفیق اور بہت مہربان ہیں یہی صفت اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام میں بھی پیدا کر دی تھی چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ''رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' کہ وہ ایک دوسرے سے بڑی محبت کرنے والے ہیں۔ کوئی شخص اگر یہ کہے کہ صحابہ الطاف وکرم کا مظاہرہ کرنے کے بجائے کبھی زمین پر کبھی عہدوں پر آپس میں لڑتے رہتے تھے تو وہ قرآن کا جھٹلانے والا اور پکا منافق ہے۔ اگر کسی کتاب یا تاریخ میں یہ بات لکھی ہو تو وہ کتاب غلط اور وہ تاریخ جھوٹی ہے رحم تو مسلمانوں کا خاص وصف ہے۔ صحابہ کرام اس سے مالا مال تھے۔

اب اس شخص کی قسمت دیکھئے جس نے بچے کو چھوڑ دیا تاریخ فرشتہ میں ہے کہ اسی رات اسے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ ''اے ناصر الدین! تیرا عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوا اس لیے اب تجھے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اس خوشنودی کے احترام میں کبھی رحم کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دے۔ یہی دین و دنیا کا سرمایہ ہے۔ جامع الحکایات اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ناصر الدین، الپتگین کا ملازم تھا۔ اس کے پاس بس ایک ہی گھوڑا تھا۔ دن رات وہ اسے دوڑاتا رہتا اور جنگل میں شکار کھیلا کرتا تھا۔ وہ کمال کا شکاری تھا۔ ایک دن اس نے ایک ہرنی اور اس

کے بچے کو چرتے اور بھاگتے دیکھا تو گھوڑا ان کے پیچھے ڈال دیا اور بچے کو زندہ پکڑ کر اپنی زین سے باندھ کر گھر لوٹنے لگا۔ ابھی وہ جنگل ہی میں تھا اور خوش خوش چلا جا رہا تھا کہ اس نے مڑ کر دیکھا کہ ہرنی کا بچہ ساتھ آ رہا ہے یا نہیں؟ وہ برابر ساتھ آ رہا تھا لیکن اس کے پیچھے پیچھے اس کی ماں بھی آ رہی تھی۔ کبھی سر پٹکتی، کبھی کراہتی، سوار اسے بھی پکڑ سکتا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ماں کو اپنی محبت میں اس بات کی فکر ہی نہیں تھی کہ اس کا کیا ہوگا۔ اب ناصر الدین نے بار بار مڑ کر اسے دیکھنا شروع کیا۔ ماں کی ممتا چھپ نہیں سکتی۔ بے زبان تھی لیکن وہ ہرنی اپنی پریشانی اور غم کا ہر ممکن اظہار کیے جا رہی تھی حتیٰ کہ ناصر الدین ماں کے غم کو دیکھ نہ سکا۔ انصاف اور رحم کا تقاضا یہ تھا کہ ہرنی کا بچہ چھوڑ دیا جاتا۔ یہ خیال آنا تھا کہ ناصر الدین نے اپنی زین سے بندھی ہوئی رسی کھول دی اور بچے کو آزاد کر دیا۔ اس وقت کوئی ہرنی کی حالت دیکھتا فرطِ مسرت اور شدت جذبات سے اس کے آنسو نکل آئے تھے۔

ماں باپ کی محبت اولاد کے لیے بڑی بے پایاں ہوتی ہے اسی لیے ہمارے دین نے کہا کہ باپ کے راضی رکھنے میں اور ماں کی خوشی میں جنت ہے۔ ناصر الدین کو اللہ نے اس کا صلہ یہ دیا کہ وہ سبکتگین بن کر اس علاقے کا حکمران بن گیا۔

(مطبوعہ: طوبیٰ)

فُضَیل ابنِ عیاض رحمہ اللہ کی نصیحت

سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک روز فُضَیل بن عیاض رحمہ اللہ کے پاس گئے تو ان سے کہا کہ ابوعلی مجھے کچھ نصیحت فرمایئے اس پر فُضَیل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں آپ حضرات کو کیا نصیحت کروں (آپ خود اہل علم ہیں مگر اتنا کہتا ہوں کہ) اے علماء کی جماعت تم چراغ تھے تم سے ملکوں میں روشنی حاصل کی جاتی تھی سو اب تم سراسر تاریکی ہوگئے اور تم ستارے تھے تم سے ظلماتِ جہل میں راستہ معلوم کیا جاتا تھا۔ سو اب خود تم سراپا حیرت ہوگئے تم میں سے ایک شخص ان حکام کے دروازوں پر جاتا ہے۔ (ایک غلطی) پھر ان کے فرشوں پر بیٹھتا ہے، (دوسری غلطی) اور ان کا کھانا کھاتا ہے (تیسری غلطی) پھر ان کا ہدیہ قبول کرتا ہے (چوتھی غلطی) پھر اتنی غلطیوں کے بعد (ہادی بن کے) مسجد میں جاتا ہے (اور اس میں) مسند درس و وعظ پر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم سے فلاں نے بیان کیا وہ فلاں سے روایت کرتے ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون روایت کرتے ہیں (کس قدر نازیبا بات ہے) واللہ! علم یوں نہیں طلب کیا جاتا (بلکہ اس کا طریق یہ ہے کہ اول خود عمل کرے پھر دوسروں کو بتلا دے) راوی کہتے ہیں کہ سفیان رحمتہ اللہ علیہ (یہ سن کر اتنے روئے کہ ہچکی بندھ گئی اور اس کے بعد) چپکے چلے گئے۔ (احوال الصادقین، علامہ عبدالوہاب شعرانی)

عیدالفطر......صدقۃ الفطر (فضائل، احکام، مسائل)

جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تمہید:

عیدالفطر بھی دیگر امتیازات دینیہ کی طرح ایک عظیم اسلامی شعار، ایک دوررس اخلاقی نصاب، ایک مسنون تفریح اور قومی مسرت اور خوشی کا مبارک دن ہے' جسے دنیا والوں کے معمولات کے بالعکس اللہ نے بجائے ایک تہوار کے عبادت کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے اس میں بہ قدر ضرورت تفریح کی آمیزش کر کے اسلام کی قوت وعظمت کو دوام بخش دیا ہے۔

ہر مرغوب ومحبوب شے کے حصول اور عزیز مقصد کے انجام پانے پر جب فطرۃً خوشی نصیب ہو تو دستور ہے کہ اس کے اظہار کی کوئی نہ کوئی صورت اور تدبیر ضرور اختیار کی جاتی ہے۔ اسلام نے بھی دین فطرت ہونے کی وجہ سے اس معصوم انسانی جذبہ کی پوری قدر کی اور دین فطرت کی قائل امت مرحومہ کی دلداری وعزت افزائی فرمائی۔ چنانچہ رمضان المبارک کے پاکیزہ مہینے میں مختلف قسم کی شبانہ روز عبادت وریاضت خوش اسلوبی سے مکمل کرنے پر یکم شوال کے دن چند خاص اعمال پر مشتمل ایک مظاہرہ مسرت وتفریح قانوناً مقرر کر دیا ہے۔

تحفہ عبودیت:

اپنی عزت وجاہت کے لیے نہیں بلکہ حصول اجر وثواب کی نیت کے ساتھ سچے دل سے دیئے ہوئے عطیہ کو صدقہ کہتے ہیں۔ اور ''فطر'' کا معنی ہے ٹوٹنا، کھلنا، جدا ہونا، تو صدقۃ الفطر کا مطلب ہوا۔ ماہ صیام کے جدا ہونے، روزہ کا عمل ٹوٹنے نیز کھانے پینے اور میاں بیوی کے میل جول کی بندش کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص قلب سے پیش کیا ہوا ''ہدیہ تشکر''

ہر چھوٹا بڑے کے لیے اور ہر ممنون اپنے محسن ومربی اور مرکز عقیدت تک کوئی تحفہ اور عطیہ کسی ذریعہ اور واسطہ کے ساتھ ہی پہنچانے جاتا ہے اور اس عمل کو اپنا فطری اور اخلاقی فرض، موجب سعادت اور باعثِ خیر وبرکت عمل یقین کرتا ہے۔ بعینہ اسی طرح فرماں بردار مخلوق جب خالق مطلق اور رب رحیم وکریم کے حضور اپنی بندگی اور توفیق عبادت وریاضت کی نعمت نصیب ہونے پر اظہار سرور فرحت کے لیے جبہ سائی کا ارادہ کرے تو فقراء ومساکین کا معروف طبقہ کہ جن لوگوں کی حالت عجز واحتیاج، پروردگار کو بڑی محبوب ہے۔ ان کو اپنا وکیل اور نمائندہ بنا کر بارگاہ صمدیہ کے مناسب ہدیہ نیاز پیش کرنے پر فطرۃً اور قانوناً مامور ومجبور ہو جاتی ہے، یہ حاصل ہے، صدقۃ الفطر کی قانونی رسم اور شرعی ضابطہ کے اداء وتکمیل کا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں تازندگی اس روحانی فصل بہار سے دل ودماغ اور جسم وجان کے لیے کسب فیض ونور کا موقع ملتا ہے۔ ورزقنا اللہ ابداً......آمین! ہم سب کو اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنی چاہیے۔

زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا نصاب:

ہر آزاد، عاقل، بالغ مسلم جو گھریلو ضروریات کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے نقد روپیہ یا سونے یا اتنے وزن کے چاندی کے زیور یا اتنی قیمت کے سامان یا جائیداد یا تجارتی مال کا مالک ہو یا اس کے پاس موجود تمام اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے یا پھر وہ بجائے چاندی کے ساڑھے سات تولے سونے یا اتنے وزن کے سونے کے زیورات کا مالک ہو تو اس پر زکوٰۃ کی طرح عید الفطر کے دن نماز کا وقت آتے ہی صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ مگر اتنی مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا گزرنا ضروری نہیں۔

صدقۂ فطر:

ہر میاں بیوی پر صرف اپنی ذات کی طرف سے اور اپنے بے مال غیر بالغ یا بالغ مگر مجنون اولاد نیز اپنے نوکر اور خادمہ کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے۔ مال دار بالغ اولاد اور باقی گھر والے اپنا صدقہ خود ادا کریں۔ البتہ ان کا وکیل بن کر صدقہ وزکوٰۃ وغیرہ ادا کرنا درست ہے اور اگر کسی شخص نے بغیر ایک دوسرے کی اجازت کے از خود ہی اس کی طرف سے دے دیا تو وہ ’’صدقہ نفلیہ‘‘ بن جائے گا اور اصل آدمی پر صدقۃ الفطر بدستور واجب رہے گا۔ اس کو مستقلاً ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت شریعت کے مطابق چونکہ اکثر احکام میں مرد کی طرح مستقل شخصیت وحیثیت کی مالک ہے۔ چنانچہ نقد اور غیر نقدی مال وغیرہ کے جمع اور خرچ میں اس کی ملکیت وحیثیت بھی مستقل ہے۔ لہٰذا اس پر صرف اپنی ذات کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے، اپنے شوہر اور اولاد کی طرف سے نہیں! اور اگر گھر میں صرف اس کے خاوند نے صدقہ ادا کیا تو اس سے عورت پر واجب شدہ صدقہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اسے بہر حال اپنی زکوٰۃ، عشر اور قربانی کی طرح اپنا یہ صدقۃ الفطر بھی خود ہی براہ راست لازماً ادا کرنا پڑے گا ورنہ وہ گناہ گار ہوگی۔

صدقہ فطر میں پونے دو کلو گندم (احتیاطاً دو کلو) یا گندم کا آٹا یا ساڑھے تین کلو جَو (احتیاطاً چار کلو) یا جَو کا آٹا اور ستو یا چار کلو کھجور یا کشمش یا ان کی قیمت حاضر نرخ کے مطابق دینا واجب ہے۔ فقراء کی ضرورت کے لحاظ سے نقد پیسے دینا اولیٰ اور بہتر ہے تاکہ وہ غریب خود بھی کچھ خرید کر عید کی خوشی میں براہ راست حصہ دار بن سکے۔

نمازِ عید سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا افضل اور مستحب ہے اور عید سے ایک دو روز قبل بھی ادا کرنا جائز ہے۔

صدقہ فطر کے مستحق، غیر مستحق:

رشتہ داروں میں حقیقی دادا، دادی، ماں، باپ، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی میں سے کسی کو بھی صدقہ فطر اور زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ایسے ہی شوہر، بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ دیگر محتاج ومسکین عزیز واقارب میں سے سوتیلے دادا، دادی، سوتیلے ماں، باپ، حقیقی چچا، چچی، پھوپھا، پھوپھی، ماموں، ممانی، خالو، خالہ، حقیقی بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، اپنے سسر، ساس، سالہ، سالی اور بہنوئی سب کو زکوٰۃ وعشر کی طرح صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔

سادات قریش کی پانچ شاخوں کو صدقہ فطر سمیت تمام صدقات واجبہ، زکوٰۃ وعشر دینا جائز نہیں۔

حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ''تمام صدقات، محمد اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔ سادات بنو ہاشم کی پانچ شاخیں یہ ہیں (۱) آل علی (۲) آل عباس (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث (حضور ﷺ کے سب سے بڑے سوتیلے چچا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد)

عید کے دن مسنون اعمال:

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) حسب استطاعت کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو جلدی اٹھنا (۷) عیدگاہ میں جلدی جانا (۸) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا کھجور یا چھوارے کے طاق دانے کھانا مستحب ہے (۹) نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا (بہ عذر شرعی شہر کی مسجد میں پڑھنا) (۱۱) ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں اللّٰہ اکبر ، لاالٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا۔ (سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ جانا)

نمازِ عید کے احکام:

نماز عید کا وقت طلوع آفتاب یعنی اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ نماز عید سے قبل کوئی بھی نفل نماز گھر یا مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔ نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے، نہ اقامت۔ یہ خلاف سنت اور بدعت ہے۔

طریقہ نماز:

دو رکعت نماز عید واجب مع چھے تکبیرات زائدہ کی نیت کر کے امام کے ساتھ پہلی تکبیر پر ہاتھ باندھ کر سبحانک اللّٰھم آخر پڑھ لیں۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر پر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، اب امام سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کرے گا۔ دوسری رکعت میں امام جب فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لے تو اس کے ساتھ تینوں تکبیرات میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع کر لیں۔ پھر باقی ارکان سمیت نماز پوری کر لیں۔ بعد از نماز حسبِ دستور دعا بھی مانگ لیں۔

خطباتِ عید:

نماز کے بعد دو خطبات سنت ہیں، انہیں خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔

جبری معانقہ و مصافحہ:

خطبہ کے بعد امام کو مصلّیٰ سے ہٹ کر ایک طرف ہو جانا چاہیے تاکہ لوگ آسانی سے منتشر ہو جائیں، اسی طرح نمازیوں کا ایک دوسرے کو یا امام کو سلام اور مصافحہ و معانقہ کرنا اور عید کی مبارک باد دینا بھی ثابت نہیں۔ گردنیں پھلانگنا، جلدی اور تیزی سے لپکنا اور جبری معانقہ و مصافحہ، سلام اور مبارک باد دینے کی کوشش کرنا قطعاً غلط اور خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ اس غیر مسنون عمل سے بچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیے۔

ماہ رمضان کے فضائل وبرکات

مولانا محمد منظور نعمانی رحمتہ اللہ علیہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔(اور ایک روایت میں بجائے ''ابواب جنت'' کے ''ابوابِ رحمت'' کا لفظ ہے۔) (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: استاذ الاساتذہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے صالح اور اطاعت شعار بندے رمضان میں چونکہ طاعات و حسنات میں مشغول ومنہمک ہوجاتے ہیں وہ دنوں کو روزہ رکھ کے ذکر وتلاوت میں گزارتے ہیں اور راتوں کا بڑا حصہ تراویح وتہجد اور دعا واستغفار میں بسر کرتے ہیں اور ان کے انوار وبرکات سے متاثر ہوکر عوام مومنین کے قلوب بھی رمضان مبارک میں عبادات اور نیکیوں کی طرف زیادہ راغب اور بہت سے گناہوں سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں تو اسلام اور ایمان کے حلقے میں سعادت اور تقویٰ کے اس عمومی رجحان اور نیکی اور عبادت کی اس عام فضا کے پیدا ہوجانے کی وجہ سے وہ تمام طبائع جن میں کچھ بھی صلاحیت ہوتی ہے اللہ کی مرضیات کی جانب مائل اور شر وخباشت سے متنفر ہوجاتی ہیں اور پھر اس ماہ مبارک میں تھوڑے سے عمل خیر کی قیمت بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے دوسرے دنوں کی بہ نسبت بہت زیادہ بڑھا دی جاتی ہے، تو ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے ان پر بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین ان کو گمراہ کرنے سے عاجز اور بے بس ہوجاتے ہیں۔

اس تشریح کے مطابق ان تینوں باتوں یعنی جنت ورحمت کے دروازے کھل جانے) دوزخ کے دروازے بند ہوجانے اور شیاطین کے مقید اور بے بس کردیے جانے) کا تعلق صرف ان اہل ایمان سے ہے جو رمضان مبارک میں خیر وسعادت حاصل کرنے کی طرف مائل ہوتے اور رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفید ہونے کے لیے عبادات و طاعات کو اپنا شغل بناتے ہیں۔ باقی رہے وہ کفار اور خدا ناشناس اور وہ خدا فراموش اور غفلت شعار لوگ جو رمضان اور اس

کے احکام و برکات سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتے اور نہ اس کے آنے پر ان کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے ظاہر ہے کہ اس قسم کی بشارتوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں انھوں نے جب اپنے آپ کو خود ہی محروم کرلیا ہے اور بارہ مہینے شیطان کی پیروی پر وہ مطمئن ہیں تو پھر اللہ کے یہاں بھی ان کے لیے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں۔

رمضان کی آمد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ:

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃٌ لِذُنُوْبِہٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئٌ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفَطِّرُ بِہِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَاَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے زرق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ سے عرض

کیا گیا کہ: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دیدے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی)

تشریح: اس خطبۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب ومدعا واضح ہے تاہم اس کے چند اجزاء کی مزید وضاحت کے لیے کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

ا۔ اس خطبہ میں ماہ رمضان کی سب سے بڑی اور پہلی عظمت وفضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جو ہزار دنوں اور راتوں سے نہیں، بلکہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ بات جیسا کہ معلوم ہے قرآن مجید سورۃ القدر میں بھی فرمائی گئی ہے۔ بلکہ اس پوری سورت میں اس مبارک رات کی عظمت اور فضیلت ہی کا بیان ہے اور اس رات کی عظمت واہمیت سمجھنے کے لیے بس یہی بات کافی ہے۔

ایک ہزار مہینوں میں قریباً تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں، اس لیلۃ القدر کے ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے اور اس کے قرب ورضا کے طالب بندے اس ایک رات میں قرب الٰہی کی اتنی مسافت طے کر سکتے ہیں جو دوسری ہزاروں راتوں میں طے نہیں ہوسکتی ہم جس طرح اپنی اس مادی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تیز رفتار ہوائی جہاز یا راکٹ کے ذریعہ اب ایک دن بلکہ ایک گھنٹہ میں اس سے زیادہ مسافت طے کی جاسکتی ہے جتنی پرانے زمانے میں سیکڑوں برس میں طے ہوا کرتی تھی، اسی طرح حصول رضائے خداوندی اور قرب الٰہی کے سفر کی رفتار لیلۃ القدر میں اتنی تیز کردی جاتی ہے کہ جو بات صادق طالبوں کو سیکڑوں مہینوں میں حاصل نہیں ہوسکتی وہ اس مبارک رات میں حاصل ہوجاتی ہے۔

اسی طرح اور اسی کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب بھی سمجھنا چاہیے کہ اس مبارک مہینہ میں جو شخص کسی قسم کی نفلی نیکی کرے گا اس کا ثواب دوسرے زمانہ کی فرض نیکی کے برابر ملے گا، اور فرض نیکی کرنے والے کو دوسرے زمانہ کے ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔ گویا ”لیلۃ القدر“ کی خصوصیت تو رمضان مبارک کی ایک مخصوص

رات کی خصوصیت ہے لیکن نیکی کا ثواب ستر گنا ملنا یہ رمضان مبارک کے ہر دن اور ہر رات کی برکت اور فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان حقیقتوں کا یقین نصیب فرمائے اور ان سے مستفید اور متمتع ہونے کی توفیق دے۔

۲۔ اس خطبہ میں رمضان کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے دینی زبان میں صبر کے اصل معنی ہیں اللہ کی رضا کے لیے اپنے نفس کی خواہشوں کو دبانا اور تلخیوں اور ناگواریوں کو جھیلنا۔ ظاہر ہے کہ روزہ کا اوّل وآخر بالکل یہی ہے اسی طرح روزہ رکھ کر ہر روزہ دار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف کی چیز ہے اس سے اس کے اندر اُن غرباء اور مساکین کی ہمدردی اور غمخواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے جو بیچارے ناداری کی وجہ سے فاقوں پہ فاقے کرتے ہیں۔ اس لیے رمضان کا مہینہ بلاشبہ صبر اور غم خواری کا مہینہ ہے۔

۳۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ: ''اس بابرکت مہینہ میں اہل ایمان کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے''۔ اس کا تجربہ تو بلا استثناء ہر صاحب ایمان روزہ دار کو ہوتا ہے کہ رمضان مبارک میں جتنا اچھا اور جتنی فراغت سے کھانے پینے کو ملتا ہے باقی گیارہ مہینوں میں اتنا نصیب نہیں ہوتا، خواہ اس عالم اسباب میں وہ کسی بھی راستے سے آئے، سب اللہ ہی کے حکم سے اور اسی کے فیصلے سے آتا ہے۔

۴۔ خطبہ کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ: ''رمضان کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا وقت ہے۔''

اس عاجز کے نزدیک اس کی راجح اور دل کو زیادہ لگنے والی توجیہ اور تشریح یہ ہے کہ رمضان کی برکتوں سے مستفید ہونے والے بندے تین طرح کے ہوسکتے ہیں ایک وہ اصحاب صلاح وتقویٰ جو ہمیشہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام رکھتے ہیں اور جب کبھی ان سے کوئی خطا اور لغزش ہوجاتی ہے تو اسی وقت توبہ واستغفار سے اس کی صفائی وتلافی کر لیتے ہیں تو ان بندوں پر تو شروع مہینہ ہی سے بلکہ اس کی پہلی ہی رات سے اللہ کی رحمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو ایسے متقی اور پرہیز گار تو نہیں ہیں لیکن اس لحاظ سے بالکل گئے گزرے بھی نہیں ہیں، تو ایسے لوگ جب رمضان کے ابتدائی حصے میں روزوں اور دوسرے اعمال خیر اور توبہ واستغفار کے ذریعے اپنے حال کو بہتر اور اپنے کو رحمت و مغفرت کے لائق بنا لیتے ہیں تو درمیانی حصے میں ان کی بھی مغفرت اور معافی کا فیصلہ فرمادیا جاتا ہے۔ اور تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے نفسوں پر بہت ظلم کر چکے ہیں اور ان کا حال بڑا ابتر رہا ہے اور اپنی بداعمالیوں سے وہ گویا دوزخ کے پورے پورے مستحق ہوچکے ہیں وہ بھی جب رمضان کے پہلے اور درمیانی حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزے رکھ کے اور توبہ واستغفار کر کے اپنی سیاہ کاریوں کی کچھ صفائی اور تلافی کر لیتے ہیں تو اخیر عشرہ میں (جو دریائے رحمت کے جوش کا عشرہ ہے) اللہ تعالیٰ دوزخ سے ان کی بھی نجات اور رہائی کا فیصلہ فرمادیتا ہے۔

اس تشریح کی بناپر رمضان مبارک کے ابتدائی حصے کی رحمت، درمیانی حصے کی مغفرت اور آخری حصے میں جہنم

سے آزادی کا تعلق بالترتیب امت مسلمہ کے ان مذکورہ بالا تین طبقوں سے ہوگا۔ واللہ اعلم

روزہ کی قدر و قیمت اور اس کا صلہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَا عَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعَمِا ئَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَ عُ شَهْوَ تَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْ حَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِ كُمْ فَلَا یَرْفَثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ اِمْرُءٌ صَائِمٌ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزہ کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس امت مرحومہ کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا اور بعض اوقات عمل کرنے کے خاص حالات اور اخلاص وخشیت وغیرہ کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہوگا، یہاں تک کہ بعض مقبول بندوں کو ان کے اعمال حسنہ کا اجر سات سو گنا عطا فرمایا جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس عام قانونِ رحمت کا ذکر فرمایا) مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنٰی اور بالاتر ہے وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لیے ایک تحفہ ہے اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اور نفس کشی کا صلہ دوں گا) روزہ دار کے لیے دو مسرتیں ہیں:

ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک ومولیٰ کی بارگاہ میں حضوری اور شرف باریابی کے وقت اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے (یعنی انسانوں کے لیے مشک کی خوشبو جتنی اچھی اور جتنی پیاری ہے اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو اس سے بھی اچھی ہے) اور روزہ (دنیا میں شیطان ونفس کے حملوں سے بچاؤ کے لیے اور آخرت میں آتشِ دوزخ سے حفاظت کے لیے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہیے کہ وہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور وشغب نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا ٹنٹا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

تشریح: حدیث کے اکثر وضاحت طلب اجزاء کی تشریح ترجمہ کے ضمن میں کر دی گئی ہے۔ آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ: جب کسی کا روزہ ہو تو وہ فحش اور گندی باتیں اور شور وشغب بالکل نہ کرے اور اگر بالفرض

کوئی دوسرا اس سے الجھے اور گالیاں بکے جب بھی یہ کوئی سخت بات نہ کہے، بلکہ صرف اتنا کہہ دے کہ بھائی میرا روزہ ہے۔
اس آخری ہدایت میں ارشاہ ہے کہ اس حدیث میں روزہ کی جو خاص فضیلتیں اور برکتیں بیان کی گئی ہیں یہ انھی روزوں کی ہیں جن میں شہوت نفس اور کھانے پینے کے علاوہ گناہوں سے حتی کہ بری اور ناپسندیدہ باتوں سے بھی پرہیز کیا گیا ہو ایک دوسری حدیث میں (جوعنقریب درج ہوگی) فرمایا گیا ہے کہ: جو شخص روزہ رکھے لیکن برے کاموں اور غلط باتوں سے پرہیز نہ کرے تو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی اللہ کو کوئی احتیاج نہیں ہے۔

روزے اور تراویح باعثِ مغفرت:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَا نًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَا بًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جولوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور ایسے ہی جولوگ ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح وتہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اسی طرح جولوگ شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پہلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

تشریح: اس حدیث میں رمضان کے روزوں اس کی راتوں کے نوافل اور خصوصیت سے شبِ قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا یقینی وسیلہ بتایا گیا ہے بشرطیکہ یہ روزے اور نوافل ایمان واحتساب کے ساتھ ہوں یہ ایمان و احتساب خاص دینی اصطلاحیں ہیں اوران کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کی بنیاد اور اس کا محرک بس اللہ و رسول کو ماننا اور ان کے وعدہ و وعید پر یقین لانا اور ان کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہی ہو کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہ ہو۔ اسی ایمان واحتساب سے ہمارے اعمال کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جڑتا ہے بلکہ یہی ایمان واحتساب ہمارے اعمال کے قلب وروح ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہیں جو خدانخواستہ قیامت کے دن کھوٹے سکے ثابت ہوں گے اور ایمان واحتساب کے ساتھ بندے کا ایک عمل بھی اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کے صدقہ اور طفیل میں اس کے برسہا برس کے گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان و احتساب کی یہ صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ واَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرآنُ یَشْفَعَانِ

لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے (یعنی اس بندے کی جو دن میں روزے رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا) روزہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ مغفرت و رحمت کا معاملہ فرما۔) اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا خداوند آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا) اور خاص مراحم خسروانہ سے اس کو نوازا جائے گا۔

تشریح: کیسے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کے حق میں ان کے روزوں کی اور نوافل میں ان کے پڑھے ہوئے یا سنے ہوئے قرآن پاک کی سفارش قبول ہوگی، یہ ان کے لیے کیسی مسرت اور فرحت کا وقت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس سیاہ کار بندے کو بھی محض اپنے کرم سے ان خوش بختوں کے ساتھ کر دے۔

رمضان کا ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان ناقابلِ تلافی:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمَ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ.

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ والدارمی والبخاری فی ترجمۃ باب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری (جیسے کسی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر روزے رکھے تو جو چیز فوت ہوگئی وہ پوری ادا نہیں ہوسکتی۔

(مسند احمد جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی) (اور صحیح بخاری میں بھی بغیر سند کے ایک ترجمہ باب میں اس حدیث کا ذکر کیا گیا ہے)

تشریح: حدیث کا مدعا اور مطلب یہ ہے کہ شرعی عذر اور رخصت کے بغیر رمضان کا ایک روزہ دانستہ چھوڑنے سے رمضان مبارک کی خاص برکتوں اور اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص رحمتوں سے جو محرومی ہوتی ہے عمر بھر نفل روزے رکھنے سے بھی اس محرومی اور خسران کی تلافی نہیں ہوسکتی اگرچہ ایک روزے کی قانونی قضا ایک ہی دن کا روزہ ہے لیکن اس سے وہ ہرگز حاصل

نہیں ہوسکتا جو روزہ چھوڑنے سے کھو گیا۔ پس جو لوگ بے پروائی کے ساتھ رمضان کے روزے چھوڑتے ہیں وہ سوچیں کہ اپنے کو وہ کتنا نقصان پہنچاتے ہیں۔

روزے میں معصیتوں سے پرہیز:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ یَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (صحیح بخاری)

تشریح: معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں روزے کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہو کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی زبان ودہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ کو اس کے روزے کی کوئی پروا نہیں۔

عشرۂ اخیرہ اور لیلۃ القدر:

جس طرح رمضان المبارک کو دوسرے مہینوں کے مقابلے میں فضیلت حاصل ہے اسی طرح اس کا آخری عشرہ پہلے دونوں عشروں سے بہتر ہے اور لیلۃ القدر اکثر وبیشتر اسی عشرہ میں ہوتی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت وغیرہ کا اہتمام اس میں اور زیادہ کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَ وَاخِرِ مَالَا یَجْتَهِدُ فِیْ غَیْرِهٖ (راوہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وغیرہ میں وہ مجاہدہ کرتے اور وہ مشقت اٹھاتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَهٗ وَاَحْیٰی لَیْلَهٗ وَاَیْقَظَ اَهْلَهٗ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا عشرۂ اخیرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر ودعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے (تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں)

شب قدر کی خاص دعا:

عَنْ عَـائِشَـةَ قَـالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِىْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ. (رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ کون رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا یہ عرض کرو: ''**اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ**'' اے میرے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا کرم فرما ہے اور معاف کردینا تجھے پسند ہے پس تو میری خطائیں معاف فرمادے۔

تشریح: اس حدیث کی بنا پر اللہ کے بہت سے بندوں کا یہ معمول ہے کہ وہ ہر رات میں یہ دعا خصوصیت سے کرتے ہیں اور رمضان مبارک کی راتوں میں اور ان میں سے بھی خاص کر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس دعا کا اور بھی زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔

رمضان کی آخری رات:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِىْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِىَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں آپ کی امت کے لیے مغفرت اور بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے آپ سے دریافت کیا گیا۔ یارسول اللہ کیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کردے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان مبارک کی آخری رات بھی خاص مغفرت کے فیصلہ کی رات ہے لیکن اس رات میں مغفرت اور بخشش کا فیصلہ انھی بندوں کے لیے ہوگا جو رمضان مبارک کے عملی مطالبات کسی درجہ میں پورے کرکے اس کا استحقاق پیدا کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ (آمین)

(مطبوعہ: معارف الحدیث، ص: ۹۵ تا ۱۱۷)

زکوٰۃ کے مسائل

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

زکوٰۃ کن چیزوں پر فرض ہے؟

سوال: کن کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے؟

جواب: مندرجہ ذیل چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۱) سونا جب ساڑھے سات تولہ (87.479 گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

(۲) چاندی جب ساڑے باون تولہ (612.35 گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

(۳) نقد روپیہ اور مال تجارت، بشرطیکہ مال تجارت کی قیمت چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کے برابر ہو۔

مال تجارت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو خریدتے وقت آگے بیچ کر نفع کمانے کا ارادہ ہو اور اب تک بیچنے کی نیت بھی برقرار ہو، لہٰذا مکان، پلاٹ یا دیگر سامان جو بیچنے کے لیے خریدے گئے ہوں اور اب بھی یہی ارادہ ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی، ہاں اگر یہ سامان ذاتی استعمال کے لیے ہو، یا تجارت کے لیے خریدا گیا ہو لیکن بیچنے کا ارادہ نہ ہو یا مکان اس نیت سے خریدا ہو کہ کرایہ پر دے کر نفع حاصل کریں گے تو ان صورتوں میں زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

(۴) مذکورہ بالا اشیاء کے مجموعے پر یعنی کسی کے پاس کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، تھوڑے سے نقد پیسے ہیں اور کچھ مال تجارت ہے اور ان سب کی مجموعی مالیت چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ) کے برابر ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

واضح رہے کہ سونا، چاندی اور مال تجارت کا چالیسواں حصہ (یعنی ڈھائی فیصد) زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

(۵) چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری، ہر ایک کا الگ مستقل نصاب ہے، مقامی علمائےکرام سے پوچھ کر اس پر عمل کیا جائے۔

(۶) زمین سے جو پیداوار حاصل ہوتی ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے جسے اصطلاح شریعت میں ''عشر'' کہا جاتا ہے، اگر زمین بارش کے پانی سے سیراب کی گئی ہے تو دسواں حصہ اور اگر کنویں (ٹیوب ویل) کے پانی سے یا نہری پانی خرید کر سیراب کی گئی ہے تو بیسواں حصہ عشر میں دینا فرض ہے۔

(۷) فیکٹریوں، ملوں اور کارخانوں کے شیئرز پر بھی زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ ان کی قیمت چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ) کے برابر ہو۔ مشینری، فرنیچر اور استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

زیورات پر زکوٰۃ:

سوال: (۱) سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) عورت جو زیورات استعمال کرتی ہے اس میں کچھ زیورات والدین کی طرف سے ہوتے ہیں اور کچھ شوہر کی طرف سے تو ان زیورات کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟ والدین، شوہر یا عورت۔

(۳) زیورات کی زکوٰۃ کب ادا کرنا فرض ہے؟

جواب: (۱) سونا اور چاندی سے بنی ہوئی چیز اگر نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، مثلاً زیور، برتن، سونے اور چاندی کے بٹن وغیرہ، چاہے استعمال کرنے کے لیے ہوں یا تجارت کی نیت سے رکھے ہوئے ہوں یا کسی کو تحفے میں دینے کے لیے ہوں۔

(نوٹ): سونے اور چاندی کا نصاب پہلے سوال کے جواب میں درج ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) والدین اور شوہر کی فرف سے دیے گئے زیورات اگر عورت کو ملکیت کے طور پر دیے گئے ہیں تو ان کی زکوٰۃ عورت پر فرض ہے والدین اور شوہر پر نہیں ہاں اگر والدین اور شوہر خوشی سے بیوی کے کہنے پر بیوی کی طرف سے زکوٰۃ ادا کریں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

اور اگر صرف پہننے کے لیے والدین یا شوہر کی طرف سے عاریت کے طور پر دیے گئے ہیں تو والدین اور شوہر پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

(۳) عورت جس دن صاحب نصاب ہو جائے اس وقت سے چاند کے بارہ قمری مہینے گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔

گزشتہ برسوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:

سوال: اگر کئی سال سے زیورات کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی ہے تو اب کس طرح زکوٰۃ ادا کی جائے؟

جواب: گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سونے اور چاندی کی جو مقدار پہلے سال تھی اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے، پھر دوسرے سال چالیسواں حصے کی مقدار منہا کر کے بقیہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے۔ اسی طرح ہر سال کا حساب لگا کر باقی ماندہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے۔

بیٹی کے لیے رکھے ہوئے زیورات پر زکوٰۃ:

سوال: بیٹی کو جہیز میں دینے کے لیے والدین کے پاس جو سونا اور چاندی موجود ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو والدین پر یا لڑکی پر؟

جواب: اگر والدین نے بیٹی کو زیورات کا مالک بنا دیا ہے اور بیٹی بالغہ ہے تو سال گزرنے کے بعد اس پر زکوٰۃ فرض ہے اور اگر نابالغہ ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، بیٹی کو اگر مالک نہیں بنایا گیا ہے تو زیورات والدین کی ملکیت شمار ہوں گے اور والدین پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

قیمت فروخت کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنا:

سوال: سونا، چاندی اور تجارت کی چیزوں کی قیمت خرید کا اعتبار کر کے زکوٰۃ کی جائے یا قیمت فروخت کا اعتبار کر کے؟

جواب: قیمت فروخت (یعنی زکوٰۃ فرض ہونے کے دن بازار کی قیمت) کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

ضرورت سے زائد چیزوں پر زکوٰۃ:

سوال: ہمارے علاقے میں شادی کے موقع پر عورت کے جہیز کے سامان میں ایسے برتن اور ایسے بستر موجود ہوتے ہیں جن کے استعمال کی ضرورت بالکل نہیں ہوتی، نیز شادی بیاہ کے وقت عورت کے پاس چالیس سے پچاس تک کپڑوں کے جوڑے موجود ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ شوکیس اور الماری بھی موجود ہوتی ہے، کیا اس عورت پر زکوٰۃ قربانی فرض ہے؟

جواب: زیورات کے علاوہ استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں خواہ وہ ضرورت سے زائد ہوں البتہ اگر ضروریات اصلیہ سے زائد چیزوں کی قیمت نصاب زکوٰۃ کے برابر ہے تو مذکورہ عورت پر قربانی اور صدقہ فطر لازم ہے زکوٰۃ واجب نہیں اور اس نصاب پر سال کا گزرنا شرط نہیں۔

لیکن زیورات اگر بقدر نصاب ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو ہر صورت میں زکوٰۃ فرض ہے خواہ وہ زیر استعمال ہوں یا نہ ہوں۔

گاڑی کی کمائی پر زکوٰۃ:

سوال: ایک شخص نے تقریباً 20 لاکھ روپے کی ایک گاڑی کمائی کے لیے خریدی تو ان مجبوس 20 لاکھ روپے (جن سے گاڑی خریدی) پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

یہی گاڑی جو کمائی کے لیے خریدی گئی اگر اچھے داموں میں بکتی ہے تو یہ شخص اس کو بیچتا بھی ہے، یعنی ایک لحاظ سے اس نے یہ گاڑی کمائی کے لیے خریدی ہے اور دوسرے لحاظ سے اگر اس کو بیچنے میں فائدہ ہو تو پھر بیچتا بھی ہے تو آیا اس

میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

اسی گاڑی سے جو کمائی کی جاتی ہے وہ گھر کے تمام اخراجات سے زیادہ ہے یعنی اس گاڑی کی کمائی کو یہ آدمی جمع کرتا ہے تو اس صورت میں گاڑی کے 20 لاکھ میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: تینوں صورتوں میں گاڑی کی اصل قیمت (جو 20 لاکھ ہے) پر زکوٰۃ نہیں، اس لیے کہ گاڑی حصول نفع کا آلہ اور ذریعہ ہے۔ البتہ گاڑی کی کمائی جب نصاب زکوٰۃ کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

رشتہ داراں کو زکوٰۃ دینا:

سوال: رشتہ داروں میں سے کس کو زکوٰۃ دینا درست ہے کس کو نہیں؟

جواب: والدین کا اپنی اولاد کو اور اولاد کا اپنے والدین کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، ان کے سوا باقی رشتہ دار مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے بلکہ اس میں دگنا ثواب ہے ایک ثواب زکوٰۃ دینے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

ائمہ مساجد کو زکوٰۃ دینا:

سوال: ہمارے ہاں مساجد میں ائمہ حضرات کو اس شرط پر مقرر کیا جاتا ہے کہ ان کو تنخواہ نہیں دیں گے بلکہ ان سے طے کیا جاتا ہے کہ آ کو زکوٰۃ دیں گے، فطرانہ دیں گے اور بقرہ عید کے موقع پر چرم قربانی (یعنی کھال) دیں گے، ائمہ مساجد کا ان چیزوں پر راضی ہو کر ان کو وصول کرنا شرعی نقطہ نظر سے کیسا ہے؟

جواب: ائمہ مساجد کو زکوٰۃ، صدقات واجبہ بطور تنخواہ دینا اور لینا دونوں جائز نہیں، اگر کسی نے ان کو زکوٰۃ یا صدقات واجبہ بطور تنخواہ دے دیے تو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اس لیے کہ اگر یہ ائمہ غنی اور صاحب نصاب ہیں تو تمام کتب فقہ میں تصریح موجود ہے کہ غنی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، اگر صاحب نصاب نہ ہوں، تو عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ ان کو امامت کے عوض اجرت میں زکوٰۃ وصدقات واجبہ دیے جا رہے ہیں، جبکہ زکوٰۃ وصدقات واجبہ کسی کو چیز کے عوض اور اجرت میں دینا جائز نہیں، زکوٰۃ ادا ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ دینے والے کی کوئی منفعت اس مال سے متعلق نہ ہو۔

مال زکوٰۃ کا گم ہو جانا:

سوال: میں نے زکوٰۃ کے پیسے رمضان کے مہینے میں نکالے تھے، اس میں سے مستحق لوگوں کو روپیہ دے رہا تھا اور وہ پیسے دکان پر رکھے تھے ایک تھیلی کے اندر اور اندازاً 2000 روپے اس میں موجود تھے، اب وہ تھیلی دکان میں نہیں مل رہی یا تو ملازم نے چوری کر لی یا کوئی اور بات ہوگئی ہے۔ آپ بتائیں کہ جو زکوٰۃ کے روپے دکان سے غائب ہوئے ہیں وہ مجھے

دوبارہ دینے ہیں یا میری زکوٰۃ ادا ہوگئی ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی رقم میں سے جتنی مقدار فقیروں کو دی گئی ہے، زکوٰۃ کی اتنی مقدار ادا ہوگئی باقی جتنی رقم گم ہوگئی ہے اتنی ہی رقم دوبارہ دینا ضروری ہے محض زکوٰۃ کی رقم الگ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

پیشگی زکوٰۃ دینا:

سوال: مجھے معلوم یہ کرنا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں زکوٰۃ نکالنی ہے اوراس کے لیے میں بہت پریشان ہوں اور زکوٰۃ بھی لازمی نکالنی ہے، لہٰذا زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے؟ زکوٰۃ پیشگی بھی دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: پیشگی زکوٰۃ دینا جائز ہے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے کے لیے شریعت نے کوئی مہینہ مقرر نہیں کیا بلکہ جس وقت سے نصاب کا مالک ہوا اسی وقت سے سال پورا ہونے پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اس میں بہتر یہ ہے کہ فوراً زکوٰۃ ادا کردی جائے لیکن اگر زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کردی تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

زکوٰۃ پہنچانے کا کرایہ مدِ زکوٰۃ سے دینا:

سوال: ایک شخص کتابوں کا کاروبار کرتا ہے، سال پورا ہونے پر کتابوں ہی کو زکوٰۃ میں ادا کرنا چاہتا ہے زکوٰۃ کی مد کی کتابیں دینی مدرسہ میں دینا چاہتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مدرسہ تک پہنچانے کے لیے جو کرایہ لگے گا وہ بھی زکوٰۃ کی مد میں سے دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ کے لیے ضروری ہے کہ رقم مستحق زکوٰۃ کو مالکانہ طور پر تملیکاً بلاعوض دی جائے اور مال زکوٰۃ کو کرایہ میں دینا تملیک بلاعوض نہیں ہے، لہٰذا مال زکوٰۃ سے کرایہ ادا کرنا جائز نہیں۔

البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ آپ جس ادارے یا فرد کو کتابیں دینا چاہتے ہیں اس کے کسی آدمی کو بلا کر اور کتابوں میں سے کچھ کم کر کے اس کی جگہ کرایہ کی رقم کے بقدر مدِ زکوٰۃ میں سے اسے دے دیں، وہ اپنے قبضے میں لے کر کرایہ پر خرچ کرے، یا کتابیں کچھ رقم کے ساتھ کسی کے ساتھ بھیج دیں وہ مستحق فرد دونوں چیزیں وصول کر کے پھر اسی رقم کو کرایہ میں ادا کردے۔

ہسپتال میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانا:

سوال: کیا کسی خیراتی ہسپتال میں زکوٰۃ کی رقم اس طرح استعمال کرنا جائز ہے کہ اس رقم سے دوائیں خرید کر مریضوں کو مفت دی جائیں ہسپتال کا عملہ اور ڈاکٹروں کو اس سے تنخواہ اور دیگر ہسپتال کی ضروریات پوری کی جائیں؟

نیز ایسے ہسپتال کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں جہاں زکوٰۃ مذکورہ بالا طریقہ پر استعمال ہوتی ہو؟

جواب: مذکورہ صورتوں میں صرف پہلی صورت میں زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یعنی زکوٰۃ کی رقم سے دوائیں خرید کر مستحق مریضوں کے درمیان مفت تقسیم کی جائیں، مال زکوٰۃ سے ہسپتال کی تعمیر اور اس کے لیے آلات خریدنا ڈاکٹروں کو فیس اور ہسپتال کے عملہ وغیرہ کو تنخواہیں دینا جائز نہیں۔

البتہ اگر زکوٰۃ کی رقم پہلے مستحق مریضوں کو دی جائے پھر مریض ہسپتال والوں کے واجبات اس سے ادا کریں تو ہسپتال کے منتظمین جہاں چاہیں اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔

بی سی پر زکوٰۃ دینے کا طریقہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بی سی پر زکوٰۃ کا طریقہ کار کیا ہوگا؟

جواب: بی سی کی حقیقت قرض کی سی ہے کہ مثلاً دس آدمی باہمی رضامندی سے ماہانہ ایک ایک ہزار روپے جمع کرتے ہیں اور یہ طے کرتے ہیں کہ ہر مہینہ ایک آدمی کو جمع شدہ رقم دی جائے گی اور آدمی کی تعیین قرعہ کے ذریعہ سے پہلے ہی کر لیتے ہیں کہ اس مہینہ فلاں آدمی ہے اور آئندہ دوسرا، اسی طرح دس کے دس مکمل ہوجاتے ہیں۔

اس سے یہ واضح ہوا کہ ہر آدمی بی سی ملنے سے پہلے قرض دینے والا ہوتا ہے اور بی سی ملنے کے بعد قرض لینے والا ہوتا ہے، مثلاً ایک آدمی کی باری پانچویں مہینہ میں آئی تو اب وہ آدمی پانچ مہینہ تک دوسروں کو قرض دے رہا تھا اور اب پانچویں مہینہ میں بی سی ملنے کے بعد وہ پانچ ہزار کا مقروض ہوجائے گا بقیہ دسویں مہینہ تک۔

اب بی سی پر زکوٰۃ کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ جس دن اس شخص کی زکوٰۃ کا سال پورا ہوتا ہے، مثلاً یکم رمضان، اس دن اگر وہ بی سی وصول کر چکا ہے تو جتنے مہینوں کی رقم ادا کرنی باقی ہے اتنی رقم کے بقدر مقروض ہے اس قرض کو اپنے دوسرے قابل زکوٰۃ مال سے نکال کر بقیہ کی زکوٰۃ ادا کرے، اگر اس دن تک اس نے بی سی وصول نہیں کی تو جتنے پیسے وہ بی سی میں جمع کر رہا ہے گویا اس نے دوسروں کو قرض دیے ہیں اور قرض کی زکوٰۃ وصولی کے بعد دینی ہوتی ہے لہٰذا اس پر فی الحال اس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض نہیں، بی سی وصول کرنے کے بعد اس میں سے جتنی رقم آئندہ بی سی میں بھرنی ہے اس کو نکال کر باقی گزشتہ سالوں کی بھی زکوٰۃ ادا کرے۔

(ماہنامہ ''الفاروق'' کراچی، ص:۲۳، ۲۷)

❁ ❁ ❁ ❁

اعلان

مرکز احرار دارِ بنی ہاشم ملتان میں ماہ رمضان المبارک میں ''ماہانہ مجلس ذکر'' نہیں ہوگی۔ احباب نوٹ فرمالیں

زکوٰۃ کے حساب اور ادائیگی کا آسان طریقہ

ادارہ

زکوٰۃ کے حساب کے لیے ہجری سال کی ایک تاریخ مقرر کر لیں اور ہر سال اسی تاریخ کو حساب کیا کریں۔ حساب لگانے سے پہلے دو چیزوں کو سمجھ لیں۔

1: قابلِ زکوٰۃ اموال اور اثاثہ جات۔ 2: مالیاتی ذمہ داریاں یعنی جو رقم قابلِ زکوٰۃ اموال سے کم کرنی ہے۔

قابل زکوٰۃ اشیاء اور اثاثہ جات:

ا: سونا چاندی، کسی بھی شکل میں ہوں اور کسی بھی مقصد کے لیے ہوں۔ کھوٹ اور نگینے نکال کر ان کی جو مالیت بنے وہ نوٹ کر لیں۔ ۲: گھر میں یا جیب میں موجود رقم۔ ۳: بینک اکاؤنٹ یا لاکر میں موجود رقم۔ ۴: غیر ملکی کرنسی کی موجودہ مالیت۔ ۵: پرائز بانڈ ۶: مستقبل کے کسی منصوبے (حج بچوں کی شادی وغیرہ) کے لیے جمع شدہ رقم۔ ۷: تکافل یا انشورنس پالیسی میں جمع شدہ رقم۔ ۸: جو قرض دوسروں سے لینا ہے۔ ۹: کمیٹی BC کی جو رقم جمع کرا چکے ہیں اور ابھی کمیٹی نہیں نکلی۔ ۱۰: کسی بھی چیز کے لیے ایڈوانس میں دی گئی رقم جب کہ وہ چیز ابھی ملی نہ ہو۔ ۱۱: سرمایہ کاری، مضاربت، شراکت میں لگی ہوئی رقم۔ ۱۲: شیئرز، سیونگ سرٹیفکیٹس، این آئی ٹی یونٹس، این ڈی ایف سیونگ سرٹیفکیٹس، پراویڈنٹ فنڈ کی وصول شدہ یا کسی اور ادارے میں مالک کے اختیار سے منتقل شدہ رقم۔ ۱۳: مالِ تجارت یعنی دکان، گودام یا فیکٹری میں جو سٹاک قابلِ فروخت ہے اس کی موجودہ قیمت۔ ۱۴: خام مال جو فیکٹری، دکان یا گودام میں موجود ہے، اس کی موجودہ قیمت۔ ۱۵: فروخت شدہ مال کے بدلہ میں حاصل شدہ اشیاء کی مالیت اور فروخت شدہ مال کی قابلِ وصول رقم۔ ۱۶: فروخت کرنے کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ، گھر یا دکان کی موجودہ قیمت۔

اوپر ذکر کردہ تمام اشیاء کی کل مالیت کا حساب نکال کر ٹوٹل کر لیں۔

مالیاتی ذمہ داریاں یعنی جو رقم قابلِ زکوٰۃ اموال سے کم کرنی ہے:

ا: قرض جو ادا کرنا ہے یعنی ادھار لی ہوئی رقم۔ ۲: ادھار خریدی ہوئی چیزوں کی رقم ادا کرنی ہے۔ ۳: بیوی کا حق مہر جو ابھی ادا کرنا ہے۔ ۴: پہلے سے نکلی ہوئی کمیٹی BC کی جو بقیہ قسطیں ادا کرنی ہیں۔ ۵: آپ کے ملازمین کی تنخواہیں جو اس تاریخ تک واجب الادا ہوں۔ ۶: ٹیکس، دکان مکان وغیرہ کا کرایہ، یوٹیلٹی بلز وغیرہ جو اس تاریخ تک واجب الادا ہوں۔ ۷: گذشتہ

برسوں کی زکوٰۃ جو ابھی ادا نہیں کی گئی۔

مذکورہ تمام اشیاء کی کل مالیت کا حساب نکال کر ان کا بھی ٹوٹل کر لیں۔

اب قابلِ زکوٰۃ اشیاء کی کل مالیت سے یہ بعد والی رقم یعنی مالیاتی ذمہ داریوں والی رقم تفریق کر دیں۔ جو جواب آئے اس کو چالیس (40) پر تقسیم کر دیں پھر جو جواب آئے وہ آپ کے ذمہ واجب الاداز کوٰۃ کی کل رقم ہے۔ آپ یہ رقم اکٹھی بھی دے سکتے ہیں اور تھوڑی تھوڑی کر کے بھی ادا کر سکتے ہیں۔

کس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے؟

زکوٰۃ کی رقم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لیے حلال نہیں۔ آپ کے خاندان سے مراد ہیں: آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر، آلِ عباس اور آلِ حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم۔ جو شخص مذکورہ پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتے، ان کی مدد کسی اور ذریعے سے کرنی چاہیے۔ کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ایسی NGO,s اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انھیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ اپنے آباء واجداد یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ اور اپنی آل اولاد یعنی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی وغیرہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ان کے علاوہ بھائی بہن اور باقی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ مسجد میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

زکوٰۃ کس کو دے سکتے ہیں؟

ہر ایسے مسلمان کو جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے (612.36 گرام) چاندی یا اس کی مالیت کے بقدر سونا، نقد رقم، مالِ تجارت یا روزمرہ کی استعمال سے زائد اشیاء نہ ہوں وہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا مستحق ہے۔

زکوٰۃ کا بہترین مصرف:

۱: آپ کے مستحق رشتہ دار ہیں اس میں بھی دہرا ثواب ہے صلہ رحمی کا اور ادائیگی زکوٰۃ کا۔

۲: دینی مدارس ہیں اس میں دگنا ثواب ہے اشاعت وتحفظ دین کا اور ادائیگی زکوٰۃ کا۔

not found.

مولانا اعجاز صمدانی

نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ

(الف) وہ اثاثے جن پر زکوٰۃ واجب ہے:

(۱) سونا (خواہ کسی شکل میں ہو) ------------------------------------ مثلاً اِس کی قیمت:- 50,000/-

(۲) چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو) ------------------------------------ // ----------- 10,000/-

(۳) مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال، مکان، زمین [1] ------------------ 300,000/-

(۴) بینک میں جمع شدہ رقم -- 100,000/-

(۵) اپنے پاس موجود نقد رقم -- 100,000/-

(۶) ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو)

خواہ نقد رقم کی صورت میں دی ہو یا مالِ تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوئی ہو ------------- 50,000/-

(۷) غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے) -- 10,000/-

(۸) کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں۔

ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلیو) -- 50,000/-

(۹) جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے، ان میں کمپنی کے ناقابل زکوٰۃ اثاثے (Operating Assets) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جاسکتا ہے۔

(اور بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے) ------------------------------ 50,000/-

(۱۰) بچت سرٹیفکیٹ جیسے FEBC, NDFC, NIT (صرف اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی) [2] --- 100,000/-

(۱۱) کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم، سونا، چاندی، مال تجارت ------------------------ 10,000/-

(۱۲) کمیٹی (بیسی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔ (جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو) ---------------------- 10,000/-

---

(۱) اگر بیچنے کی نیت نہ ہو بلکہ کرایہ پر دے کر کمانے کی نیت ہو یا ویسے ہی سرمایہ محفوظ کرنے کے لیے کوئی جائیداد خریدی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۲) اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خریدنا جائز نہیں۔

(۱۳) خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لیے خریدا گیا------------------------ 200,000/-

(۱۴) تیار شدہ مال کا اسٹاک-- 20,000/-

(۱۵) کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ (قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع)---------------- 50,000/-

کل مالِ زکوٰۃ کی مالیت رقم کی شکل میں--------- 11,10,000/-

(ب) جو رقم منہا کی جائے گی:

(۱) واجب الاداء قرضہ(۱)---------------------------------مثلاً------------------ 10,000/-

(۲) کمیٹی (بیسی) کے بقایاجات۔(اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو)---------//---------------- 100,000/-

(۳) یوٹیلیٹی بلز جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہوچکے ہوں------//------------------- 10,000/-

(۴) پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں----------------------//------------------ 100,000/-

(۵) ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہوچکی ہوں------------------ 100,000/-

(۶) گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم، اگر ابھی تک ذمہ باقی ہو-------------------------------- 10,000/-

(۷) قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں------------------------------------ 10,000/-

---

وہ کل رقم جو منہا کی جائے گی---------- 3,80,000/-

کل مالِ زکوٰۃ (رقم)-------------- 11,10,000/-

وہ رقم جو منہا کی جائے گی------------ 3,80,000/--

وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے--------- 7,80,000/-

مقدارِ زکوٰۃ: (قابلِ زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں)------------ 18,250/-

نوٹ: یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے۔ آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ اختیار کریں۔ آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور مذکورہ نمونے کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

---

(۱) البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوٰۃ اموال خریدے جائیں، منہا نہ ہوں گے۔ (اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص ۹۴)

اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غیروں کی نظر میں

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

''پیروان اسلام (اصحاب رسول رضی اللہ عنہم) نے صرف ایک سو سال میں ایران، عراق، شام، فلسطین، مصر، مراکش، سپین اور سندھ فتح کر لیے تھے۔ اگر نصب العین کی بلندی اور نتائج کی درخشندگی کمال قیادت کا معیار بن سکتی ہے تو پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں کسی اور رہنما کو پیش نہیں کیا جاسکتا'' (معروف مستشرق کیمرٹین Camertene) تھامس کارلائل کہتا ہے: ''روشن دماغ اور دور رس نگاہ والوں (اصحاب رسول رضی اللہ عنہم) نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی جبکہ جامد دماغ لوگوں نے آنحضور علیہ السلام کی توہین کی۔''

نپولین بونا پارٹ نے لکھا: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک مرکز ثقل تھی کہ لوگ ان کی طرف کھچے چلے آتے تھے۔ اسلام کے ان پیرووں (اصحاب رسول رضی اللہ عنہم) نے دنیا کو جھوٹے خداؤں سے چھڑا لیا۔ چند ہی سالوں میں اسلام کا غلبہ نصف دنیا میں کرا دیا۔''

ایڈورڈ گبن لکھتا ہے: ''ان کے ازواج واصحاب نے ان کی خلوت وجلوت کے آثار جمیلہ محفوظ کر رکھے ہیں۔''

سر ولیم میور کہتا ہے: ''جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ سچے لوگ تھے۔ وہ آنحضور کے محرم راز دوست ابوبکر اور آپ کے خاندان کے لوگ (حضرت علی، حمزہ، جعفر طیار، حضرت عثمان، حضرت عمر اور دیگر قریشی چوٹی کے لوگ) [از مرتب] تھے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرائیویٹ زندگی سے کامل آگاہ تھے۔'' مشہور مورخ گبن لکھا: ''پہلے چار خلفاء کے اطوار یکساں صاف اور ضرب المثل تھے۔ یہی لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ابتدائی کام میں شریک تھے۔ اوّل ہی اوّل تبدیلی مذہب کرنے سے ان کی سچائی ثابت ہوتی ہے اور دنیا کو فتح کر لینے سے ان کی لیاقت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرووں نے اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا۔''

سر ولیم میور اصحاب رسول کی بالعموم تعریف کرتے ہوئے خلاصہ کے طور پر کہتا ہے ''چاروں خلفا مجسمہ اخلاق تھے'' ایک دوسرا مستشرق مورخ لکھتا ہے ''اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے نہ ہوتے تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو کوئی مجبوری نہ تھی کہ ان پر ایمان لائیں کیونکہ شریف ابوبکر کسی جھوٹے آدمی کو رسول ماننے کو ہرگز طیار نہ ہوتے، نہ کوئی مالی لالچ تھا نہ کوئی دباؤ تھا نہ آنحضرت کی کوئی حالت ان سے پوشیدہ تھی'' [بحوالہ اقبال وحب اصحاب وآل]

مہاتما گاندھی نے اپنے وزیروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''اگر تم عالمی وقار چاہتے ہو تو صدیق و عمر کا نمونہ اختیار کرو جن کے قدموں میں دنیا کے خزانے ڈالے گئے مگر اس کے باوجود نہ ان کے پیوند لگے کپڑے چھوٹے، نہ جو کی روٹی اور نہ زیتون کا تیل چھوٹا۔''

یہ پرائے لوگوں کی گواہی تھی جو کافر ہونے کے باوجود سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب محمد رضی اللہ عنہم کی خوبیوں کے معترف ہیں۔ ان مشہور مصنفین مؤرخین کے علاوہ سیکڑوں ہزاروں مداح غیر مسلموں میں موجود ہیں۔ اسلام نصیب نہ ہونے کے باوجود وہ مدح محمد اور مدح اصحاب محمد علیہ وعلیہم السلام میں پیچھے نہ رہے۔ اللہ جل جلالہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے تو ہر ایک نبی سے آخری نبی پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا پختہ وعدہ لیا اور اصحاب محمد کے کیا کہنے کہ خود رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس کتاب میں جا بجا ان کے تقدس، ان کے خلوص، ان کی پختگی ایمان اور ان کی حبِ رسول کی گواہی کے دلائل وشواہد پیش فرمائے۔ یہ بھی فرمادیا کہ ہم یہ باتیں صرف آخری مقدس کتاب کلام رب العالمین قرآن مبین ہی میں نہیں لکھ رہے ان کا ذکر مقدس تو بطور امثال تمام کتبِ الٰہی، تورات وانجیل میں ہم نے کردیا ہے۔ (سورۃ فتح)

اللہ جل جلالہ نے مقدس اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کو نمونہ ایمان وعمل بنا کر اپنے انمٹ ابدی کلام میں اس کا اعلان بھی کردیا کہ دنیا وآخرت کی کامیابی، فوز وفلاح اور کامل رہنمائی انہی کی کامل پیروی میں ملے گی اگر اس سے منہ موڑیں گے تو ناکامی ونامرادی کے سوا کچھ نہ لے گا۔ (سورۃ بقرہ رکوع ۱۶)

found.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حافظ محمد عزیز الرحمٰن خورشید (جامع مسجد فاروقیہ ملکوال)

ان الذین جاؤا بالافک عصبة منکم لا تحسبوہ شر الکم بل ھو خیر و لکم:النور

ترجمہ: جولوگ لائے ہیں یہ طوفان تمھی میں ایک جماعت ہیں ۔تم اس کو نہ سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ بہتر ہے تمہارے حق میں (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت اوراس سے اگلی آیات صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی آپ کی عظمت اورعزت ووقار کے تحفظ کے لیے اوراظہار کے لیے نازل ہوئی تھیں ۔سیدہ کی پاکدامنی کے سلسلہ میں جب سورۃ نور کی آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں جو ہرمنبر ومحراب میں شب و روز تلاوت کی جاتی ہیں۔

سیدنا رضی اللہ عنہا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی تھیں ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی اور مسلمانوں کی معززترین ماں تھیں ۔آپ کا شمار صف اوّل کی صحابیات میں ہوتا ہے،عمر کے لحاظ سے تمام ازواج مطہرات میں سب سے چھوٹی لیکن مرتبے کے لحاظ سے سب سے بڑی تھیں۔

شاعر دربارنبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ شعر کہا،جس کا ترجمہ یہ ہے

عائشہ نہایت عقل منداور پاک دامن ہیں ہرعیب سے دور اور بڑی نیک بخت ہیں

ایک عام اندازے کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد دو ہزار دوسو دس ہے ۔صدیقہ بنت صدیق کی برکت کی وجہ سے خالق کائنات نے امت کے لیے تیمّم کی سہولت پیدا فرمادی ۔جب تیمّم کا حکم نازل ہوا تو مسلمان خوشی سے جھوم اٹھے اوراماں عائشہؓ کو دعائیں دینے لگے ۔ایک صحابیؓ نے کتنی پیاری بات کہی فرمایا "اے ابوبکرؓ کی بیٹی اسلام میں تیری یہ پہلی برکت نہیں اس سے پہلے بھی تیرے طفیل برکتوں کا نزول ہو چکا ہے"۔

اورسیدنا صدیق اکبرؓ جو چند لمحے پہلے اپنی بیٹی کو سخت سست کہہ رہے تھے فرمایا " کہ مجھے خبر نہ تھی کہ تو اتنی بابرکت ہے کہ تیری وجہ سے خدا نے مسلمانوں کو یہ عظیم سہولت عطا فرمادی"۔

آپؓ نے ہمیشہ رحمت دو عالم ﷺ کی رفاقت کو ترجیح دی ۔چنانچہ جب امہات المومنینؓ نے آپ کی خدمت میں اپنے کھانے اور کپڑے میں اضافے کی درخواست کی تو حضور ﷺ نے انھیں اختیار دیا کہ جذبات کی رو میں بہہ کر فیصلہ نہ کرنا۔

اچھی طرح سوچ لو اپنے والدین سے مشورہ کرلو اگر تمہیں دنیاوی زندگی اور اس کی آرائش کی ہوس ہے تو میں تمہیں کچھ مال و زر دیکر رخصت کیے دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تم اپنے ابا سے مشورہ کرلو تو آپ رضی اللہ عنہا جواب میں فرمایا کہ میں اماں اور ابا سے کیا مشورہ کروں میری تو ایک خواہش ہے

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

آپ کو نہ صرف اہل ایمان قدر و منزلت سے دیکھتے ہیں بلکہ خدا کے مقرب فرشتے بھی آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرتے ہیں اس پر حدیث کے الفاظ شاہد ہیں

ان النبی ﷺ قال لھا ان جبریل یقرأ علیک السلام قالت قلت و علیہ السلام و رحمۃ اللہ

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام آئے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں سیدہ نے جواب میں فرمایا کہ ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

اسلام کا اولین معرکہ جس کو قرآن نے یوم الفرقان کے نام سے تعبیر کیا ہے یعنی غزوہ بدر اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہا کی اوڑھنی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرچم بنا کر لہرایا۔ زندگی کے آخری لمحات میں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے تکیہ لگا کر بیٹھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا حجرہ روضۃ من ریاض الجنۃ میں بنا۔ آپ نے وصیت فرمائی کی میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اٹھایا جائے۔

۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ سڑسٹھ برس کی عمر میں منبع علم وعرفان جن کے در دولت پر بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم دینی علوم کے لیے حاضری دیتے تھے اس دار فانی سے کوچ فرما گئیں۔

شاعر نے کس خوبصورت انداز میں حضرت عائشہؓ کی منقبت بیان کی

تیری پاکیزگی پر نطق فطرت نے شہادت دی ۔ تجھے عظمت عطا کی عافیت بخشی فضیلت دی
خدائے لم یزل کا بار ہا تجھ پر سلام آیا ۔ مبارک ہیں وہ لب جن پر ادب سے تیرا نام آیا
رسول اللہ نے رکھا ہے صدّیقہ لقب تیرا ۔ فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا
شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگ بدر میں پایا ۔ اسے پرچم بنا کر مخبر صادق نے لہرایا
تیرا حجرہ امین خاص ہے ذات رسالت کا ۔ بساط ارض پر یہی ہے ٹکڑا باغ جنت کا
اس میں رحمت العالمین رہتے تھے سو رہتے ہیں ۔ تیرا حجرہ ہے جسے گنبد خضریٰ بھی کہتے ہیں
اس سے حشر کے دن سرور کونینؐ اٹھیں گے ۔ مگر تنہا نہیں اٹھیں گے مع شیخین اٹھیں گے
شفاعت کی تیرے رحمت کدہ سے ابتدا ہوگی ۔ اسی پر امتوں کی مغفرت کی انتہا ہوگی

احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ　　　　　　(قسط:۱۴)

حافظ عبید اللہ

حدیث نمبر 12:

''(امام مسلم فرماتے ہیں) مجھ سے بیان کیا **ابو خیثمۃ زُھیر بن حرب** اور **محمد بن مھران الرازی** نے (یہ دونوں کہتے ہیں) بیان کیا ہم سے **ولید بن مسلم** نے، وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے **عبدالرحمن بن یزید بن جابر** نے، اُن سے **یحییٰ بن جابر طائی** نے، اُن سے **عبدالرحمن بن جبیر بن نُفَیر** نے، اُن سے ان کے والد **جُبیر بن نُفیر** نے، اُن سے **حضرت نواس بن سَمعانؓ** نے بیان کیا......(طویل حدیث ہے جس میں دجّال اور یاجوج وماجوج کے خروج کا بیان ہے، اسی میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ) **اِذ بَعَثَ اللّٰہُ عیسیٰ بن مریم، فَیَنزِلُ عِندَ المَنارۃِ البَیضَاءِ شَرقَي دِمَشق......الی آخر الحدیث۔''**

(دجال اپنی شعبدہ بازیاں دکھا رہا ہوگا کہ) اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم ؑ کو بھیجیں گے پس آپ دمشق شہر کے مشرقی حصے میں سفید مینارے کے پاس نازل ہوں گے۔

(صحیح مسلم، ح 110(2937)، باب ذکر الدجّال وصفتہ وما معہ)

فـائدہ : یہی حدیث امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں ''ولید بن مسلم'' سے ''صفوان بن صالح دمشقی'' کے واسطے سے اور امام احمد بن حنبل نے بلاواسطہ ''ولید بن مسلم'' سے روایت کی ہے۔

(سنن ابي داود، حدیث نمبر : 4321 /مسند احمد، حدیث نمبر : 17629)

راویوں کا تعارف

<u>ابو خیثمۃ زُھیر بن حرب</u>: ان کا تعارف ہو چکا۔

<u>محمد بن مھران الجَمَّال (ابو جعفر) الرازي</u>

امام ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا ہے: ''**الحافظ الثقۃ**'' (حدیث کے حافظ اور ثقہ)۔ ابو حاتم رازی نے انہیں ''صدوق'' (سچا) کہا۔ یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں کہا: ''**لیس بہ بأس**'' (ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں)۔ حافظ ابن حجر نے انہیں ''ثقہ اور حافظ'' کہا ہے۔ ابن حبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ان کی

وفات 239ھ کے قریب ہوئی۔

(الجرح والتعدیل، ج 8 ص 93 /تھذیب التھذیب، ج 9 ص 478 /سیر اعلام النبلاء، ج 11 ص 143 /تقریب التھذیب، ص 509 /الثقات لابن حِبان، ج7 ص 435 /التاریخ الکبیر، ج1 ص 245)

صفوان بن صالح بن صفوان بن دینار الدمشقي أبو عبدالملک

سنن ابی داوٗد کی سند میں ولید بن مسلم سے روایت کرنے والے صفوان بن صالح ہیں، امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کروایا ہے: ''**الحافظ المحدث الثقة، مؤذن جامع دمشق** ''(حدیث کے حافظ، محدث، ثقہ، اور دمشق کی جامع مسجد کے مؤذن تھے)۔ امام ابوداوٗد نے کہا: ''یہ حُجت ہیں''۔ ابوحاتم رازی نے کہا: ''صدوق'' (سچے ہیں)۔ امام ترمذی، مسلمۃ بن قاسم اور ابوعلی الجیانی نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابن حِبان نے بھی ان کا شمار ''ثقہ'' لوگوں میں کیا ہے۔ ابن حِبان کے مطابق یہ سنہ 168 یا 169 ہجری میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات سنہ 257 ہجری میں ہوئی۔

(الجرح والتعدیل، ج4 ص 425 /تھذیب التھذیب، ج4 ص 426 /سیر اعلام النبلاء، ج 11 ص 475 /تاریخ دمشق، ج 24 ص 137 /الثقات لابن حِبان، ج8 ص 321 /التاریخ الکبیر، ج4 ص 309 /تاریخ الاسلام، ج5 ص 841 /الکاشف، ج1 ص 503).

الولید بن مسلم: ان کا تعارف حدیث نمبر 7 میں ہو چکا۔

عبدالرحمن بن یزید بن جابر (ابو عُتبة) الأزدي الدمشقي

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ''**الامام الحافظ، فقیه الشام** ''امام، حافظ اور شام کے فقیہ، نیز لکھتے ہیں کہ ''یہ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے اور میرے خیال میں انہوں نے بعض صحابہ کو بھی دیکھا ہے''۔ یحیٰی بن معین، ابوحاتم، ابن سعد، نسائی، عجلی، ابن حِبان اور دوسرے ائمہ نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ ابن المدینی کہتے ہیں کہ ''ان کا شمار صحابہ کے بعد فقہاء شام کے دوسرے طبقہ میں ہوتا ہے''۔ امام ابوداوٗد کہتے ہیں کہ: ''**هو من ثقات الناس** '' وہ ثقہ لوگوں میں سے ہیں۔ خلیفہ بن خیاط اور ابن حِبان کے مطابق ان کی وفات سنہ 153 ہجری میں ہوئی۔ ان کا تعارف مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(الجرح والتعدیل، ج 5 ص 299 /التاریخ الکبیر للبخاري، ج 5 ص 365 /تھذیب الکمال، ج18 ص5 /تاریخ الاسلام للذھبي، ج4 ص 132 /تذکرة الحفاظ، ج 1 ص 137 /سیر اعلام النبلاء، ج7 ص 176 /تھذیب التھذیب، ج6 ص 297 /معرفة الثقات للعِجلي، ج 2 ص 90 /الثقات لابن حِبان، ج7 ص 81 /میزان الاعتدال، ج2 ص 599 /الکاشف، ج1 ص 568 وغیرھا من الکتب)

ایک وضاحت: حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ ''**وقال الفلاس ضعیف الحدیث وهو عندهم من أهل الصدق، روی عند أهل الکوفة أحادیث مناکیر** ''فلاس (ابوحفص عمرو بن علی البصری) نے کہا ہے کہ وہ ضعیف الحدیث ہیں، جب کہ اُن (یعنی ائمہ رجال) کے نزدیک وہ سچے ہیں، کوفہ والوں کے نزدیک انہوں

نے منکر احادیث روایت کی ہیں۔ پھر حافظ ابن حجر نے خود ہی خطیب بغدادی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ''قال الخطیب کأنه اشتبه علی الفلاس بابن تمیم '' لگتا ہے کہ فلاس کو ''عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم'' کا شبہ ہوا ہے (ابن تمیم ضعیف ہیں نہ کہ ابن جابر)۔

تمنائی مفروضے اور مغالطے:

قارئین محترم! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ائمہ رجال وجرح وتعدیل نے عبدالرحمن بن یزید بن جابر الأزدي کو ثقہ اور قابل اعتماد فرمایا، لیکن یہاں عمادی صاحب نے اپنے ''فنِ تلبیس'' کا خوب مظاہرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:۔

''عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر جو تنہا ذمہ داران حدیثوں کے ہیں وہ نہایت مجروح اور بالکل نا قابل اعتبار شخص ہیں۔ مگر ایسے موقع پر محدثین یہ کرتے ہیں کہ اس ایک شخص کو دو شخص قرار دے دیتے ہیں، کنیت یا نسبت کا فرق پیدا کر کے یا دادا پردادا کسی کا نام بدل کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ جرحیں تو فلاں کے متعلق ہیں اور فلاں تو ثقہ ہے مجروح نہیں...... (پھر ذرا آگے لکھتے ہیں)...... یہاں بھی عبدالرحمٰن بن جابر بن یزید (غالباً عمادی صاحب عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر لکھنا چاہتے تھے۔ ناقل) کو دو شخص قرار دے دیا ہے، اور ایک کو تمیمی السلمی لکھ کر اس کو اُن جرحوں کا مستحق قرار دیا ہے جو جرحیں متقدمین ائمہ رجال نے عبدالرحمٰن بن جابر بن یزید (پھر غلط نام لکھا۔ ناقل) پر کی ہیں اور جس کے نام کو تمیمی کی قید سے آزاد رکھا ہے، مگر اس کو کیا کِیا جائے کہ باوجود اس کے تھوڑی بہت جرح کہ فلاس نے ان کو ضعیف کہا ہے اور اہل کوفہ کے پاس انہوں نے بہت سی منکر حدیثیں روایت کیں، اتنا ان کے متعلق بھی قلم سے نکل ہی گیا اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ایک ہی ہیں اور متقدمین ائمہ رجال کی ساری جرحیں انہیں ایک کے متعلق ہیں اور یہی تنہا ان حدیثوں کے ذمہ دار ہیں جو نواس بن سمعان سے مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں روایت کی گئی ہیں اور ان کے ساتھ مل کر دوسرے دو تین شامیوں، خراسانیوں نے نواس وسمعان کے نام گھڑے''۔

(انتظارِ مہدی ومسیح، ص 208-209)

قارئین محترم! یہ تحریر عمادی صاحب کی غلط بیانیوں اور تلبیسات کا مجموعہ ہے، سب سے پہلے عمادی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ ''عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نہایت مجروح اور نا قابل اعتبار ہیں''، ہم نہیں جانتے یہ بات عمادی صاحب کو الہام ہوئی یا ان پر وحی نازل ہوئی، کیونکہ اُن کے دنیا میں آنے سے پہلے گزرے ائمہ رجال تو ''عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر'' کو ثقہ اور قابل اعتبار کہتے اور لکھتے ہیں جیسا کہ ہم باحوالہ بیان کر چکے، پھر عمادی صاحب نے اپنے اس دعوے کی کوئی دلیل بھی پیش نہیں کی لہٰذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ عمادی صاحب کا یہ دعویٰ بلا دلیل اور ان کی تلبیس کا شاہکار ہے، ہم

صرف اتنا عرض کریں گے کہ:

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ آزادیِ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

اس کے بعد عمادی صاحب نے دو الگ الگ شخصیتوں کو ایک بنانے کی اپنی مشہورِ زمانہ ’’شعبدہ بازی‘‘ دکھائی ہے، جس سے ان کے ’’یارانِ طریقت‘‘ نے تو خوب انہیں داد دی ہوگی لیکن افسوس علمی میدان میں خیالی قصے کہانیوں اور افسانوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، چودھویں صدی میں پیدا ہونے والا ایک شخص بغیر کسی دلیل کے صرف اپنے اٹکل پچو سے ہمیں یہ بتا رہا ہے کہ ’’**عبدالرحمن بن يزيد بن جابر الأزدی**‘‘ اور ’’**عبدالرحمن بن يزيد بن تميم السلمی**‘‘ ایک ہی شخصیت ہے، جبکہ ائمہ جرح وتعدیل ان دونوں کا تعارف الگ الگ شخصیت کے طور پر کراتے ہیں، پہلے کا تعارف تو آپ نے پڑھ لیا، اگر **عبدالرحمن بن يزيد بن تميم السلمی** کے بارے میں جاننا ہو تو مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھ لیا جائے:

(الجرح والتعديل، ج5 ص300 /التاريخ الكبير للبخاري، ج5 ص365/تاريخ الاسلام للذهبي، ج4 ص131 /سير اعلام النبلاء، ج7ص 177 /تهذيب التهذيب، ج6 ص295).

پھر کتب اسماء الرجال میں ’’**عبدالرحمن بن يزيد بن جابر الأزدي**‘‘ کے ایک بھائی کا بھی تعارف موجود ہے جن کا نام ’’**يزيد بن يزيد بن جابر الأزدي**‘‘ ہے، اُن کی وفات سنہ 133 یا 134 ہجری میں ہوئی، احمد بن حنبل، نسائی، یحییٰ بن معین، سفیان بن عیینہ، ابوداؤد، ابن حبان اور عجلی سب نے انہیں بھی ثقہ کہا ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے والد ابوحاتم رازی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ’’میں شام میں رہنے والوں میں سے زہری اور مکحول کے بعد سلیمان بن موسیٰ اور یزید بن یزید بن جابر کو پسند کرتا ہوں‘‘۔ تفصیل کے لئے دیکھیں:

(الجرح والتعديل، ج9 ص296 /التاريخ الكبير للبخاري، ج8 ص369/تاريخ الاسلام للذهبي، ج3 ص757 /سير اعلام النبلاء، ج6ص 158 /تهذيب التهذيب، ج11 ص370 /معرفة الثقات للعجلي، ج2 ص371 /ثقات ابن حِبان، ج7 ص619).

اسی طرح اِن ’’**عبدالرحمن بن يزيد بن جابر الأزدي**‘‘ کے ایک بیٹے ’’**ابو اسماعيل عبدالله بن عبدالرحمن بن يزيد بن جابر**‘‘ کا ذکر بھی کتب رجال میں ملتا ہے اور یہ بھی یحییٰ بن معین، نسائی اور ابوحاتم کے نزدیک صالح الحدیث اور قابل قبول ہیں، ابن حِبان نے انہیں ’’ثقہ‘‘ کہا ہے۔

(الجرح والتعديل، ج5 ص98 /التاريخ الكبير للبخاري، ج5 ص134/تاريخ الاسلام للذهبي، ج4 ص876 /تهذيب الكمال، ج15ص 221 /تهذيب التهذيب، ج5 ص298 /ثقات ابن حِبان، ج8 ص335).

کاش عمادی صاحب اس بارے میں بھی اپنی تحقیق پیش فرما دیتے کہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کے بھائی اور بیٹے بھی اصلی ہیں یا یہ بھی دوسرے ’’عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم السلمی‘‘ کے بھائی اور بیٹے ہیں۔

پھر عمادی صاحب نے محدثین کرام پر یہ بہتان لگایا کہ ''ایسے موقع پر محدثین یہ کرتے ہیں کہ اس ایک شخص کو دو شخص قرار دے دیتے ہیں، کنیت یا نسبت کا فرق پیدا کر کے یا دادا پردادا کسی کا نام بدل کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ جرحیں تو فلاں کے متعلق ہیں اور فلاں تو ثقہ ہے مجروح نہیں''۔ اس کے جواب میں ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ:

وہ فریب خوردہ شاہین کہ پلا ہو کرگسوں میں اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

ورنہ کہنے کو ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب کسی ثقہ راوی کو ''مجروح اور ناقابل اعتبار'' ثابت کرنا ہو تو منکرینِ حدیث کے محدث العصر اُس کا ہم نام کوئی مجروح راوی ڈھونڈتے ہیں اور پھر یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ وہ ثقہ اور یہ مجروح دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ صحیح مسلم کی زیرِ بحث حدیث میں **عبدالرحمن بن یزید بن جابر الأزدی** علماء جرح وتعدیل کے نزدیک ثقہ ہیں، بلکہ صرف یہی نہیں ان کے بھائی اور بیٹے بھی ثقہ ہیں، عمادی صاحب کی یہ ''شعبدہ بازی'' علمی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

يحييٰ بن جابر الطائي القاضي الشامي (ابو عَمرو)

اس حدیث کے اگلے راوی ہیں ''یحییٰ بن جابر الطائی''، یہ حمص کے قاضی تھے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ ابوحاتم رازی نے انہیں ''**صالح الحديث** '' (اچھی حدیث والے) کہا ہے۔ عجلی نے لکھا ہے ''**شامي تابعي ثقة** '' (یہ شامی ہیں اور ثقہ تابعی ہیں)۔ ابن حِبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ان کی وفات سنہ 126 ہجری میں ہوئی۔

(تهذيب التهذيب، ج11 ص191 /معرفة الثقات للعجلی، ج2 ص349 /ثقات ابن حِبان، ج5 ص520)

عبدالرحمن بن جُبير بن نفير الحضرمي الشامي (ابو حميد)

امام ابوزرعہ، امام نسائی اور ابن سعد نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے، ابوحاتم نے انہیں ''صالح الحدیث'' (اچھی حدیث والے) کہا ہے۔ ابن حِبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ان کی وفات 118 ہجری میں ہوئی۔

(تهذيب التهذيب، ج6 ص154 /تاريخ الاسلام للذهبي، ج3 ص271 /ثقات ابن حِبان، ج5 ص791)

جبير بن نفير بن مالك الحضرمي (ابو عبدالرحمن)

یہ پہلے گزرے ''عبدالرحمٰن بن جبیر'' کے والد ہیں۔ ان کے بارے میں ابوحاتم رازی کہتے ہیں کہ ''**ثقة من كبار التابعين** '' یہ بڑے تابعین میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ امام نسائی کہتے ہیں کہ:

''**ليس أحد من كبار التابعين احسن رواية عن الصحابي من ثلاثة، قيس بن ابي حازم، وابي عثمان**

النهدي، وجبير بن نفير '' کبار تابعین میں سے صحابہ سے سب سے اچھی روایت کرنے والے تین ہیں، قیس بن ابی حازم، ابوعثمان نہدی اور جبیر بن نفیر۔ ابن سعد نے انہیں '' ثقہ'' کہا ہے، ابن خراش نے کہا ہے: ''**هو من أجل تابعي الشام**'' آپ شام کے جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ امام ابوداؤد سے بھی ایسی ہی بات منقول ہے۔ ابن حبان نے انہیں ''ثقہ تابعین'' میں شمار کیا ہے۔ عجلی نے بھی انہیں ''ثقہ تابعی'' کہا ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا ہے لیکن اسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قبول کیا۔ ان کی وفات سنہ 75ھ میں ہوئی، بعض نے 80ھ بتائی ہے۔

(تهذيب التهذيب، ج2 ص64 /سير اعلام النبلاء، ج4 ص76 /الجرح والتعديل، ج2 ص512 وغيرها)

نواس بن سمعان الكلابي (رضی اللّٰہ عنه)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ: ''**صحابي مشهور**'' یہ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ انہوں نے سنہ 50ہجری کے قریب وفات پائی، ان کا تذکرہ اُن تمام کتابوں میں موجود ہے جو صحابہ کرامؓ کے تعارف پر مشتمل ہیں مثلاً دیکھیں:

(أسد الغابةفي معرفة الصحابة، ج5 ص345 /الاستيعاب فی أسماء الأصحاب، ج2 ص319 /الاصابة فی تمييز الصحابة، ج11 ص136 /معجم الصحابة لابن قانع، ج3 ص163 /معرفة الصحابة لابي نعيم الاصبهاني، ج5 ص2701 /التاريخ الكبير للبخاري، ج8 ص126 /الجرح والتعديل، ج8 ص507 /تهذيب الكمال، ج30 ص37 /تاريخ الاسلام، ج2 ص445 /الوافي بالوفيات للصفدي، ج27 ص108 /تهذيب التهذيب، ج10 ص480 /تبصير المنتبه بتحرير المشتبه لابن حجر العسقلاني، ج4 ص1427 /ثقات ابن حِبان، ج3 ص11/الكاشف، ج2 ص327، تقريب التهذيب، ص566 وغيرها من الكتب) .

تمنا عمادی کی خیالی منطق اور سینہ زوری

عمادی صاحب نے حدیث دشمنی میں حضرت نوّاسؓ بن سمعان کی صحابیت کا ہی انکار کر دیا ہے اور اپنی کتاب میں حضرت نوّاسؓ بن سمعان کو ''خود ساختہ صحابی'' اور ''من گھڑت صحابی'' جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے (دیکھیں صفحات 202، 267، 271 اور 291 وغیرہ)۔ یقیناً انہیں یہ بات الہام یا وحی کے ذریعے ہی معلوم ہوئی ہوگی اور ان کے ''یارانِ طریقت'' اپنے ''محدث العصر'' کے اس دعویٰ بلا دلیل پر آنکھیں بند کر کے ایمان بھی لے آئے ہوں گے۔ لیکن علمی میدان میں ''میں نہ مانوں'' جیسی دلیل کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

عمادی صاحب نے دو تین ورق جن باتوں پر سیاہ کیے ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے:

(1)...... حضرت نوّاسؓ بن سمعان کا جو سلسلہ نسب ائمہ کرام نے بیان فرمایا ہے اس میں ایک نام ''عبداللہ بن ابی بکر'' آتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ حضرت نوّاسؓ کے والد ''سمعان'' کے دادا ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اُن کے دادا کے دادا ہیں۔

(2)...... ان کے بارے میں کتابوں میں صرف یہ لکھا ہے کہ ''ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے''، لیکن یہ کسی نے نہیں بتایا کہ یہ شام

کے قدیم باشندے تھے یا شام میں آ کر بس گئے تھے، نیز یہ بھی کسی نے نہیں بتایا کہ یہ شام کے کس شہر یا گاؤں کے رہنے والے تھے۔ نیز کتبِ حدیث میں اِن سے کچھ احادیث ہی مروی ہیں اور وہ بھی اُن سے شامیوں کے سوا کوئی اور روایت نہیں کرتا۔

(3)...... پھر عمادی صاحب نے تاریخ کی بعض کتابوں میں مذکور حضرت نوّاسؓ کے والد ''سمعان'' کے اسلام لانے کا واقعہ ذکر کیا ہے، ساتھ ہی تاریخ طبری کے حوالے سے ان عورتوں کا ذکر لے بیٹھے ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں، ان میں ایک ''سمعان'' کی بہن بھی ذکر کی جاتی ہیں (یعنی حضرت نوّاسؓ کی پھوپھی)

(4)......آخر عمادی صاحب کی تان یہاں ٹوٹتی ہے کہ چونکہ ''سمعان کی بہن کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے نکاح کا واقعہ جھوٹ ہے'' لہٰذا ثابت ہوا کہ ''نوّاس'' اور ''سمعان'' اور ان کی وہ بہن جن کا ذکر کیا جاتا ہے یہ سب ''فرضی'' لوگ ہیں۔

ہماری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اگر حضرت نوّاسؓ کی پھوپھی کے بارے میں کوئی واقعہ ذکر کیا جاتا ہے تو اس کے جھوٹے ہونے سے حضرت نوّاسؓ کا فرضی شخصیت ہونا کیسے ثابت ہوا؟۔ اگر ان کے سلسلہ نسب میں تین چار پشتوں کے بعد ''عبداللہ'' نامی شخص کے بارے میں یہ شک ہے کہ یہ ان کے والد کے دادا ہیں یا دادا کے دادا تو اس سے حضرت نوّاسؓ کی شخصیت ''من گھڑت'' کیسے ہوگئی؟۔ اگر حضرت نوّاسؓ سے مروی احادیث کی تعداد بہت کم ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ یہ کوئی شخصیت ہی نہیں؟ عمادی صاحب بار بار ''**الاصابة**''، ''**الاستیعاب**'' اور ''**اسد الغابة**'' جیسی کتب کا تذکرہ کرتے ہیں، کیا ان کتب میں مذکور تمام صحابہ کرامؓ سے احادیث کی کثیر تعداد مروی ہے؟ بلکہ ایک کثیر تعداد تو ایسی ہے جن سے ایک روایت بھی مروی نہیں، تو کیا اُن سب کو ''فرضی شخصیت'' قرار دے دیا جائے؟۔ اگر کتب رجال میں کسی شخصیت کے بارے میں یہ لکھا ہو کہ ''یہ شامی ہے'' لیکن اس کے گاؤں یا شہر کا نام نہ لکھا ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخصیت جعلی ہے؟۔ اگر مثلاً کسی مدنی راوی سے حدیث بیان کرنے والے صرف مدنی ہی ہوں اور کوئی نہ ہو تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ وہ ''مدنی'' کوئی شخصیت ہی نہیں؟۔ اس عقل پر رونے کے سوا کیا کِیا جا سکتا ہے۔ عمادی صاحب کا تو یہ حال ہے:

ہم طالبِ شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام   بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

دعویٰ تو یہ کیا کہ ''نوّاس بن سمعان'' ایک خود ساختہ صحابی ہیں، اور دلیل کے طور پر غیر متعلقہ افسانے بیان کیے جا رہے ہیں جن کا دعوے کے ساتھ دور دور تک کوئی واسطہ نہیں، حقیقت یہی ہے کہ حضرت نوّاسؓ ایک صحابی ہیں اسی پر تمام علماءِ رجال ومحدثین کا اتفاق ہے، لیکن:

آنکھیں ہیں اگر بند تو پھر دن بھی رات ہے   اِس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا؟

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

قمراحمد عثمانی رحمہ اللہ

فخرِ نبوت، فخر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
صاحب دیں وسرتاجِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم

گنجِ صداقت ، مخزنِ حکمت صلی اللہ علیہ وسلم
کانِ دیانت ، جانِ امانت صلی اللہ علیہ وسلم

حاملِ قرآں، محرمِ یزداں، منبعِ ایماں، مصدرِ عرفاں
جلوۂ وحدت ، مظہرِ قدرت صلی اللہ علیہ وسلم

ذاتِ مکرم ، خلقِ مجسم ، سرورِ عالم، رہبرِ اعظم
لطفِ سراپا ، پیکرِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

چہرۂ انورصبحِ درخشاں، لوحِ جبیں مہتاب فروزاں
نورِ نبوتِ ، نورِ ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب اَسریٰ ، رہ رُوِ اقصیٰ ، مظہرِ ثم دَنا فتدلیٰ
عرش نشین و ہمدمِ خلوت صلی اللہ علیہ وسلم

روضۂ اقدس ، قبلۂ عالم ، کوچہ بطحا ، کعبۂ دوراں
گنبدِ خضرا ، قصرِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ مبارک وردِ زباں ہو، پیشِ نظر طیبہ کا سماں ہو
دل ہو قمر ، آئینۂ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(مطبوعہ: ماہنامہ ''فیض الاسلام'' راولپنڈی)

❁ ❁ ❁

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

سمجھ آتی نہیں گنجینۂ اسرار کی باتیں
سبھی حیران ہیں سن کر خدا کے یار کی باتیں

عروجِ عظمتِ انساں وہی معراج کا قصہ
معمہ ہیں بنی اب تک فلک سے پار کی باتیں

قمر کو توڑنا پھر جوڑنا سورج پلٹ آنا
سبھی ہیں ماورائے عقل اس دلدار کی باتیں

کھلایا پیٹ بھر کر دوسروں کو خود رہے بھوکے
زمانہ کس طرح بھولے ترے ایثارے کی باتیں

یہی اک آستانہ ہے سکونِ قلب کا مرکز
مداوا ہر مرض کا ہیں مرے غم خوار کی باتیں

یہی جی چاہتا ہے رات دن سنتا رہوں تائبؔ
کوئی کرتا رہے بیٹھا میری سرکار کی باتیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عادل یزدانی

مرے حبیب کا پرتو سخن سخن پر ہے
مرے حبیب کا پرتو دہن دہن پر ہے

یونہی نہیں ہیں یہ صحنیں معطر و تازہ
مرے حبیب کا پرتو کرن کرن پر ہے

نمو پذیر وفورِ کرم سے نخل و شجر
مرے حبیب کا پرتو چمن چمن پر ہے

ہے سرو سرو پہ نوری جمال سایہ فگن
مرے حبیب کا پرتو سمن سمن پر ہے

ردائے عالم امکان صاف کہتی ہے
مرے حبیب کا پرتو شکن شکن پر ہے

حجاب و شرم و حیا کے لباس کی صورت
مرے حبیب کا پرتو دلھن دلھن پر ہے

گواہی ملتی ہے تاریخ آدمیت سے
مرے حبیب کا پرتو زمن زمن پر ہے

کھلا یہ شان صحابہ کو دیکھ کر عادلؔ
مرے حبیب کا پرتو سجن سجن پر ہے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

شورش کاشمیری

ہوں مرے ماں باپ قرباں اس مقدس نام پر
عائشہ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر

جس کی عفت کی گواہی دی کلام اللہ نے
جس کی غیرت کے نشاں ہیں دامن ایام پر

جس کو بخشا تھا پیمبر نے ”حمیرا“ کا لقب
مہر و مہ کی رونقیں قربان اس کے نام پر

جس کے فرزندوں نے سیل بے کراں کے روپ میں
اپنی سطوت کے علم لہرائے روم و شام پر

جس پہ باندھا تھا خدا کے دشمنوں نے اتہام
آج تک انسان شرمندہ ہے اس الزام پر

سیدالکونین کی سیرت کا نورانی ورق
جیسے صیقل جگمگاتی ہو دلِ صمصام پر

ہم گنہ گاروں کا شورشؔ کون ہے ان کے سوا
خواجۂ کونین کی رحمت ہے خاص و عام پر

عشق کے قیدی (قسط:۱۰)

ظفر جی

عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام

صبح سویرے سورج نکلنے سے بھی پہلے ہم لاہور پہنچ گئے۔ پلیٹ فارم سے نکلے تو پولیس کی بے شمار گاڑیاں نظر آئیں۔ باہر سے آنے والے مسافروں کی تلاشی کا عمل جاری تھا۔ ہم نے پلیٹ فارم سے ہی ڈیلی "سول" کی دو کاپیاں خرید لیں اور انگریزی اخبار پڑھتے ہوئے بڑے آرام سے شہر میں داخل ہو گئے۔ بیرون باغ دہلی دروازہ پر عوام کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ یہ لوگ کراچی میں مجلس کے رہنماؤں کی گرفتاری پر برانگیختہ تھے۔ جذبات کی لہریں اچھل اچھل کر کناروں سے ٹکرا رہی تھیں۔ لوگ اتنے غصّے میں تھے کہ قادیانیوں کے دفاتر اور مکانات کو جلا کر بھسم کر دینا چاہتے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد سٹیج پر شیخ التفسیر مولا احمد علی لاہوریؒ کی آمد ہوئی۔ عوامی شور یک لخت تھم گیا:

"ختمِ نبوت کے پروانو! ہم قربانیاں دینے آئے ہیں۔ جانوں کے نذرانے پیش کرنے آئے ہیں۔ قید ہونے کے لئے آئے ہیں۔ ختم نبوت کے لئے تکالیف برداشت کرنے آئے ہیں۔ یہی امتحان کی گھڑی ہے۔ پرسکون رہئے اور حکومت کو کوئی ایسا موقع مت دیجئے کہ وہ ہماری پرامن تحریک کو متشدّد بنا سکے۔ "

مولانا لاہوری کی تقریر سُن کر لوگ کسی قدر شانت ہو گئے۔ ہم بیرون باغ سے نکل ہی رہے تھے کہ ایک وین میں کچھ بزرگ بیٹھے نظر آئے۔ ان میں مجلس احرار کے مولانا داؤد غزنوی، اہلحدیث عالم مولانا محمد اسمٰعیل، مولانا امین اصلاحی اور مولانا عبدالستار نیازی شامل تھے۔ چاند پوری بھاگ کر وین کے پاس گئے، کچھ بات چیت کی، پھر مجھے بھی اشارہ کر کے بلا لیا۔ ہم وین میں بیٹھ گئے۔ یہاں ایک پرجوش نوجوان سے ملاقات ہوئی جو بزرگوں کو اپنی بپتا سنا رہے تھے۔

"والدِ محترم کی گرفتاری کی خبر مجھے بذریعہ ٹیلیفون موصول ہوئی۔ میں طبیہ کالج لاہور کا سٹوڈنٹ ہوں۔ 27 فروری سے ہی پنجاب بھر میں چھاپے اور گرفتاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ "

"بھائی آپ کا تعارف؟" چاند پوری نے دریافت کیا۔

"سیّد خلیل احمد..... میں مولانا ابوالحسنات سیّد احمد قادری کا بیٹا ہوں۔ "

" ماشاء اللہ! ایک عظیم باپ کا مشن ایک قابل فخر بیٹا ہی آگے بڑھا سکتا ہے۔ آپ کے والد محترم سے کراچی جیل میں ملاقات ہو چکی ہے۔" چاند پوری نے کہا۔

والد محترم کے ذکر پر مولانا خلیل قادری مزید پُر جوش ہوگئے اور کہا:

"اگر چہ حکومت پوری قوت لگا کر اس تحریک کو کچلنا چاہتی ہے، لیکن ہم اس تحریک کو تھمنے نہیں دیں گے۔ہم قیادت کی تلاش میں ہیں۔عوام سینہ تان کر گھروں سے نکل چکے ہیں اور باہر کوئی ایسا رہنما نہیں جو تحریک کی قیادت سنبھال سکے۔ لے دے کے جماعت اسلامی ہی بچی ہے۔اس نے بھی چپ سادھ لی ہے۔"

"چپ سادھ لی ہے؟" چاند پوری نے حیرت سے پوچھا۔

"مودودی صاحب کے پاس کل بھی جا چکے ہیں۔آج پھر جا رہے ہیں۔خدا کرے، وہ حامی بھر لیں۔"

ٹھیک گیارہ بجے یہ وفد اچھرہ میں مودودی صاحب کی رہائش پر پہنچ چکا تھا۔

مولانا ابوالاعلیٰ نے وفد کا پرتپاک استقبال کیا۔اور بزرگوں کو ایک کمرے میں قالین پر بٹھا کر چائے پانی کے لئے جانے لگے۔

سیّد خلیل احمد نے کہا: "حضرت والا! چائے پانی پھر کبھی سہی۔ پہلے ہماری بات سن لیجئے۔"

"جی فرمایئے!" وہ وفد کے سامنے تشہد کی حالت میں بیٹھ گئے۔

"ہم کل بھی آئے تھے، آج پھر حاضر ہوئے ہیں۔آپ ہماری قیادت فرمائیں۔"

"لیکن یہ تو بتایئے کہ آپ تحریک کو کن خطوط پر چلانا چاہتے ہیں؟"

"ہم روزانہ جلسے کریں گے اور گرفتاریاں پیش کریں گے۔"

"دیکھیں میں کل بھی آپ کے ساتھ تھا اور آج بھی آپ کے ساتھ ہوں، لیکن جہاں تک "ڈائریکٹ ایکشن" کا تعلق ہے ، فی الحال میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔اس لئے کہ عوام میں تحریک کے لئے ہمدردی کے وہ جذبات نہیں ہیں جو ایسی تحریکوں کا خاصا ہوتے ہیں۔ یہ وقت عوامی شعور بلند کرنے کا ہے، نہ کہ گرفتاریاں دینے کا۔"

"آپ میرے ساتھ باہر چلیں اور لوگوں میں شعور کی بیداری اور اُن کا جوش وخروش دیکھیں۔عوام تو دل و جان سے تحریک کے ہمدرد ہیں اور ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔" سید خلیل نے کہا۔

"دیکھو بھائی! مجھے تحریک سے ہمدردی ہے، لیکن میں ڈائریکٹ ایکشن کی تجویز سے فی الحال متفق نہیں ہوں۔" انہوں نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کمیٹی نے کیا تھا حضرت اور آپ بھی اس کمیٹی کا حصّہ ہیں۔اس نازک گھڑی میں ساتھ چھوڑنے کا مقصد؟ یہ تو سراسر دھوکا ہے!"

"بھائی ایسی بات نہیں ہے۔اگر سب لوگ ایجی ٹیشن کریں گے، گرفتاریاں دیں گے تو پیچھے لڑے گا کون؟ قلمی محاذ پر بھی تو کوئی ہونا چاہیے۔میرا خیال یہ ہے کہ کچھ لوگ سامنے آ کر لڑیں اور کچھ انڈر گراؤنڈ چلے جائیں۔تمام انڈے ایک ہی تھیلی

میں رکھ دیے تو نقصان ہوگا۔ "

مولانا نیازی نے کہا:

" حضرت! صفِ اول کے لوگ تو بس یہی ہیں جو یہاں بیٹھے ہیں۔ اس میں سے کتنے انڈر گراؤنڈ جائیں گے؟ کتنے فرنٹ پر لڑیں گے؟ اگر آپ خود آگے نہیں آنا چاہتے تو ہمیں اختیار لکھ کر دے دیں۔ "

مولانا مودودی نے جواب دیا:

" دیکھئے! میری تجویز یہ ہے کہ جماعت اسلامی، جے یو آئی اور جمعیت اہلحدیث پیچھے رہ کر کام کریں۔ لٹریچر وغیرہ شائع کریں۔ باقی مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء پاکستان اور ادارۂ تحفظِ حقوقِ شیعہ چونکہ محاذ کھول چکے ہیں، لہٰذا وہ فرنٹ لائن پہ لڑتے رہیں۔ ہم پیچھے رہ کر اُن کے لئے پروپیگنڈہ کرتے رہیں گے۔ "

اس پر اہلحدیث رہنما مولانا محمد اسمٰعیل بول اٹھے:

" مجلس احرار اسلام اس تحریک کی میزبان ہے، جبکہ جمعیت اہلحدیث بھی ڈائریکٹ ایکشن میں کود چکی ہے حضرت! فیصل آباد میں اہلحدیثوں نے گرفتاریاں پیش کردی ہیں اور جے یو آئی کے مولانا لاہوریؒ ابھی ابھی جلسۂ عام میں تقریر کر کے محاذ کھول چکے ہیں۔ اب تو لے دے کے آپ ہی بچے ہیں۔ اس وقت سب کی نظریں آپ پر ہیں۔ "

" میں آپ کو اختیارات لکھ کر دے دیتا ہوں، تحریک ناکام ہونے لگے گی تو میں اسے سنبھال لوں گا، فی الحال ہم پیچھے رہ کر لٹریچر شائع کریں گے اور ذہن سازی کریں گے۔ "

" آپ چلائیں مُنشی گلاب سنگھ کا چھاپہ خانہ!" سیّد خلیل قادری غصہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ " ہم چلائیں گے تحریک! ہم مار بھی کھائیں گے، گرفتاریاں بھی دیں گے اور جانیں بھی دیں گے۔ یہ ختمِ نبوت کا مسئلہ ہے۔ کوّے کے حلال، حرام ہونے کا مسئلہ نہیں ہے کہ جس پر کاغذ سیاہ کئے جائیں!

ڈائریکٹ ایکشن

بیرون باغ جلسے میں اب مجمع کی تعداد دوگنی ہو چکی تھی۔ اندرون پنجاب سے لوگ مسلسل لاہور پہنچ رہے تھے۔ بڑے بڑے جلوس سیلاب کی طرح شہر میں داخل ہو رہے تھے اور پولیس کا حفاظتی حصار کسی کچے بند کی طرح ٹوٹ چکا تھا۔ مولانا عبدالستار نیازی سٹیج پر تشریف لائے اور اعلان کیا:

" آج سے تحریک ختم نبوت کا نیا مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔ ہماری مرکزی قیادت پابندِ سلاسل ہو چکی ہے، اب تحریک کی قیادت مولانا ابوالحسنات کے فرزند امین الحسنات سید خلیل احمد قادری کریں گے۔ جبکہ مجلس احرار اسلام کے سالار میاں معراج الدین کی قیادت میں بیرون دہلی دروازہ میں رضا کاروں کی بھرتی کے لیے کیمپ کھول دیا گیا ہے۔ اس میں بڑھ چڑھ کر اپنا نام لکھوائیں اور قربانیوں کی تاریخ رقم کر دیں! "

نعروں کی گونج میں سیّد خلیل احمد مائک پر آئے اور کہا:

"ختمِ نبوت کے جانثارو! میں کوئی واعظ یا مُفتی نہیں ہوں۔ طبیہ کالج کا طالب علم ہوں۔ فنِ تقریر سے بھی ناواقف ہوں اور میں آج آپ کے سامنے اس لئے نہیں کھڑا کہ میرے والدِ محترم قید ہوگئے ہیں، بلکہ سرکار مدینہ ﷺ کے تاج وتختِ نبوت کی حفاظت کا سوال ہے۔ اگر آج بھی ہم نہ اُٹھے تو پھر کوئی نہ اٹھ سکے گا! "

دُور دُور تک انسانوں کا ایک سمندر موجزن تھا۔ شام ساڑھے چار بجے مولانا غلام دین کی قیادت میں 25 رضا کاروں کا ایک جتھّہ گرفتاری دینے کے لئے چیئرنگ کراسنگ کی طرف روانہ ہوا۔ سفید اُجلے لباس پہنے، گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے، عاشقانِ ختمِ نبوت اپنے آپ کو زندانوں کے سپرد کرنے نکلے۔ ان کے پیچھے کم وبیش ایک لاکھ مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ سڑک کے دونوں جانب گھروں سے ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جارہی تھیں۔ جلوس کا نظم و ضبط حیرت انگیز تھا۔ جذبات پر قائدین کا مکمل کنٹرول تھا۔ دیکھنے والے دم بخود تھے کہ وہ کون سی طاقت ہے جو انسانوں کے اس متحرک جنگل کو سنبھالے ہوئے ہے۔ نمازِ عصر کا وقت آیا تو میدان میں جس قدر لوگ سما سکتے تھے کھڑے ہوگئے۔ مولانا غلام دین کی معیّت میں نمازِ عشق ادا ہوئی، پھر رضا کاروں نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کردیا۔ پولیس کی گاڑیاں قیدیوں کو لے کر شاہی قلعہ کی طرف روانہ ہوگئیں۔ سب کو معلوم تھا کہ گرفتاری کا مطلب اذیّت ناک قید، یا شہادت کے سوا کچھ نہیں۔ انتظامیہ کے اعلیٰ عہدوں پر مرزائی مسلط تھے، مگر اس کے باوجود عاشقانِ پاک طینت کے قدم ایک لحظہ کے لئے بھی نہ ڈگمگائے۔

اگلے روز اسٹیبلشمنٹ کے دجّال سرجوڑ کر بیٹھ گئے۔ مرزائیت کے خلاف علماء کا اتحاد، لاکھوں کے اجتماعات، شہر شہر سے اٹدتے جلوس اور قافلے، یہ سب گورنمنٹ کی برداشت سے باہر تھا۔ وہ اس پُرامن تحریک کو بہرصورت سبوتاژ کرنا چاہتی تھی۔ لاکھوں کے اس مجمع پر نہ تو لاٹھی چارج ممکن تھا اور نہ یہ آنسوگیس ان دنوں اتنی عام ہوئی تھی۔ یکم مارچ 1953ء کو لاہور میں دفعہ 144 نافذ کردی گئی۔ دہلی دروازے پر اس روز بھی ساٹھ ہزار فدائین کا مجمع تیّار کھڑا تھا۔

"آج کون سے رہنما گرفتاری دیں گے۔" ہر کوئی ایک دوسرے سے پوچھ رہا تھا۔ اچانک مولانا احمد علی لاہوریؒ لاٹھی ٹیکتے ہوئے سٹیج پر تشریف لائے۔ سفید براق داڑھی، چہرے پر بڑھاپے کا نور، پیرانہ سالی اور مسلسل بیماری سے جسم لاغر!

"آج رضا کاروں کے ساتھ گرفتاری دینے میں جاؤں گا! "

فضاء نعرۂ تکبیر سے گونج اُٹھی۔ اعلاءِ کلمۃ الحق کی خاطر زندگی بھر انگریزوں کی جیلوں میں کی چکّی پیسنے والے مولانا احمد علی لاہوریؒ کو ربّ تعالی نے عشقِ محمّد ﷺ کی قید کے لئے قبول فرمالیا تھا۔ آپ نے اعلان کیا:

"حکومت جان لے کہ ایک مسلمان کے لئے ختمِ نبوت پر جان وارنے سے بڑی کوئی سعادت نہیں۔ آج ہر وہ شخص جس کے دل میں ایمان کی رمق بھی موجود ہے، تختِ محمدی ﷺ کے دفاع کے لئے سینہ سپر ہے۔ حکومت عوام سے ٹکرانے کا نتیجہ

سوچ لے کہ یہ سراسر خسارے کا سودا ہے!"

مولانا لاہوریؒ نے رضا کاروں کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں سختیاں برداشت کرنے کی ہدایات فرمائیں اور ہر قسم کی اشتعال انگیزی سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ آپ رضا کاروں کا قافلہ لے کر گورنمنٹ ہاؤس کی طرف چلے تو عوام کا ایک سمندر پیچھے پیچھے تھا۔ رضا کاروں کے گلے میں پھولوں کے ہار تھے اور سوائے درود و سلام کے مجمع سے اور کوئی صدا بلند نہیں ہو رہی تھی:

سلام اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سبحانی سلام اے فخرِ موجودات ، فخرِ نوعِ انسانی

فدایانِ ختمِ نبوت کی سج دھج اور مقبولیّت دیکھ کر حکومتی ایوان لرز اُٹھے۔ گورنر ہاؤس سے کچھ دُور ہی رکاوٹیں لگا کر جلوس کو روک لیا گیا۔ آئی جی، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، کمشنر اور ہوم سیکرٹری بذاتِ خود موجود تھے۔ آج پولیس نہایت ہی اوچھے ہتھکنڈوں پر اتری ہوئی تھی۔ جگہ جگہ رکاوٹیں لگا کر نہ صرف جلوس کو روکا جا رہا تھا، بلکہ لاٹھی چارج سے مشتعل کرنے کی بار بار کوشش بھی کی جا رہی تھی۔ جلوس کے شرکاء اگر چاہتے تو ایک جست میں ان رکاوٹوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا سکتے تھے، لیکن صبر و تحمل کا درس اس بحرِ بے کراں کو روکے ہوئے تھا۔ پولیس نے حضرت مولانا لاہوریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ و ردیگر رضا کاروں کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدگان کے گرد پولیس نے گھیرا ڈال لیا۔ اس کے بعد پولیس کی گاڑیاں حضرت لاہوریؒ کو لے کر شاہی قلعے کی طرف روانہ ہوگئیں اور رضا کاروں کو دوٹرکوں میں سوار کر کے، لاہور سے 80 کلومیٹر دُور چھانگا مانگا میں جا کر اتار دیا گیا۔ عشق کے مسافر رات بھر بھوکے پیاسے، سفر کرتے کرتے اگلے دن شام کو دوبارہ لاہور پہنچ گئے۔

حکومت تحریک کو تھکا کر ختم چاہتی تھی۔ اس حکومتی عمل سے عوام کسی حد تک بدنظم ہو گئے۔ چنانچہ یکم مارچ کو سارا دن غیر منظّم جلوس نکلتے رہے۔ ہزار ہا رضا کار، پھولوں کے ہار پہن کر، درود شریف پڑھتے ہوئے نکلتے رہے اور پولیس طاقت کے زور پر انہیں منتشر کرتی رہی۔ اس روز یہ ثابت ہوگیا کہ حکومت مجلس عمل کا چیلنج قبول کر کے بری طرح پٹ چکی ہے۔ اور اس کے پاس اوچھے ہتھکنڈوں کے سوا اب کوئی ہتھیار نہیں رہا۔

کچّی مٹّی کا گھر

رات دس بجے ہم موتی بازار میں ایک پرانی بلڈنگ کے سامنے کھڑے تھے۔ سخت سردی کے باوجود شہر میں پولیس کا گشت بڑھا دیا گیا تھا۔ اس علاقے میں سڑک پر خال خال ہی لوگ نظر آ رہے تھے۔

"وہ رہا روزنامہ ''افلاک'' کا دفتر... اوپر۔" چاند پوری منہ سے بھاپ چھوڑتے ہوئے بولے۔

"واہ، تو شاہین ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں" میں نے سردی سے کپکپاتے ہوئے چوتھی منزل پر بنے ایک ڈربہ نماء

آفس کی پذیرائی کی۔

"میں چاہ رہا تھا کہ اپنا چھاپہ خانہ یہاں سے شفٹ کردوں۔ آج کل چھاپوں کا سیزن چل رہا ہے۔"

" کوئی پاگل ہی ہوگا جو یہاں چھاپہ مارے گا۔"

" کل روزنامہ ''زمیندار'' کے آفس میں اچھی خاصی توڑ پھوڑ ہوئی ہے۔ "

" ''زمیندار'' کی بات الگ ہے۔ ویسے بھی وہ لوگ مولانا اختر علی خان کے اچانک گاؤں چلے جانے پر برہم تھے۔ "

"وہ والدِ محترم کی تیمارداری کے لئے گئے ہیں۔ آج آجائیں گے۔ بہرحال ہمیں اپنا چھاپہ خانہ آج ہی اٹھالینا چاہیے۔ "

"لیکن شفٹ کہاں کریں گے؟ لاہور میں تو اب کوئی بھی ٹھکانہ محفوظ نہیں رہا۔"

"باباغوث محمد چھولے والے کے پاس "

"باباغوث تو مہاجر ہے۔ اُس کے پاس ٹھکانہ کہاں؟ "

"وہ" تنگ بازار" میں چوکیداری کرتا ہے، رات کو وہیں بلڈنگ کی سیڑھیوں تلے سو جاتا ہے۔ وہاں کچھ کاٹھ کباڑ اکٹھا کر رکھا ہے اس نے۔ وہیں چھپادیں گے۔ حالات بہتر ہوتے ہی واپس لے آئیں گے۔ "

اسی دوران پولیس کی ایک گاڑی سائرن بجاتی ہوئی اِدھر سے گزری تو ہم بلڈنگ کی اوٹ میں ہوگئے۔ دن بھر پولیس اور مظاہرین کے بیچ جھڑپیں ہوئی تھیں۔ پولیس نے جلوس پر لاٹھی چارج کیا تو مظاہرین میں سے کچھ نے بوتلیں اور ڈنڈے پھینکنے شروع کر دئے۔ سارا دن مسجد وزیرخان سے اعلان ہوتا رہا کہ کارکنان اشتعال کا مظاہرہ نہ کریں، لیکن مظاہرین میں ایک ایسی اقلیّت بھی شامل ہوچکی تھی جو شرارت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھی۔ ان میں اکثر قادیانی تھے، جن کا مقصد انتشار پیدا کر کے تحریک کو سبوتاژ کرنا تھا۔ ہم ماچس کی تیلیاں جلاتے ہوئے سیلن زدہ عمارت میں داخل ہوئے۔ بلڈنگ کے چیدہ چیدہ اپارٹمنٹس ہی آباد تھے۔ لوگ سردی اور شہر کے حالات کی وجہ سے بستروں میں دبکے پڑے تھے۔ کہیں کہیں سے ریڈیو بجنے کی آواز آرہی تھی۔ ہم بلی کی طرح پنجوں پر چلتے چوتھی منزل تک پہنچے۔ چاندپوری نے جیب سے چابیوں گچھا نکالا اور کچھ دیر" کڑچ کڑچ" کرنے کے بعد بھاری بھرکم تالہ کھول ہی لیا۔ دروازہ ایک غصیلی چرّاہٹ کے ساتھ کھلا۔ اندر عجیب سی دواؤں اور سپرٹ جیسی بو پھیلی ہوئی تھی۔ کھڑکی سے آنے والی لائٹ پول کی روشنی میں ہم نے سائیکلوسٹائل مشین ایک گٹھڑی میں باندھی۔ پھر اسے اٹھا کر بمشکل نیچے لائے۔ چاندپوری مجھے بلڈنگ کی سیڑھیوں کے پاس بٹھا کر گدھا گاڑی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ اس دوران وہاں سے دو بار پولیس وین گزری۔ پھر ایک نعت خوانوں کی ٹولی اونچی اونچی آواز میں نعت پڑھتی ہوئی گزری:

مدینے کو جائیں یہ جی چاہتا ہے

میں سیڑھیوں کے نیچے خاموش دبکا کھڑا رہا۔ تقریباً نصف گھنٹہ بعد چاندپوری پلٹے تو سردی سے میری قلفی جم چکی

تھی۔ہم نے ٹھنڈا ٹھار چھاپہ خانہ اٹھا کر گدھا گاڑی پر ڈالا اور خود بھی جست لگا کر بیٹھ گئے۔جگہ جگہ پولیس کا ناکہ تھا،لیکن ہمیں کسی نے نہ پوچھا۔اہلکار کمبل اوڑھے کونوں کھدروں میں رونق جمائے بیٹھے تھے۔کہنے کو شہر میں دفعہ 144 نافذ تھی لیکن پولیس اور مظاہرین آپس میں شیر وشکر ہو چکے تھے۔کہیں چائے تیار ہو رہی تھی،کہیں بسکٹ بٹ رہے تھے تو کہیں حلوہ پوری تقسیم ہو رہی تھی۔لاہور کا درجۂ حرارت 8 ڈگری سینٹی گریڈ کو چھو رہا تھا۔دُور دراز سے آنے والے فدائین بستر کمبل ہمراہ لائے تھے،مگر اہلیانِ لاہور نے بھی خدمت گزاری میں کسر نہ چھوڑی تھی۔لوگ گھروں سے بستر،چادریں،کمبل،تکیے اور ضرورت کی چیزیں اٹھا اٹھا کر مہمانانِ ختم نبوت میں تقسیم کر رہے تھے۔

حکومت نے دہلی دروازے اور موچی گیٹ کی حدود میں اجتماع پر پابندی لگائی تو فدائین نے مسجد وزیر خان کو آباد کر لیا۔پنجاب بھر سے آنے والے رضا کاروں کے قافلے اب مسجد وزیر خان کا رخ کر رہے تھے۔آنے والوں میں نوجوان بھی تھے اور بوڑھے بھی۔دفعہ 144 اور ہڑتال کے باوجود اتنی مخلوق کو سنبھالنا،ان کے کھانے پینے،رہائش کے انتظامات کرنا،ان کے مسئلے مسائل،روزانہ کی بنیاد پر اُن کی ترتیب اور گرفتاریاں،پولیس سے جھڑپیں تحریک کا سب سے مشکل اور کڑا مرحلہ تھا۔جسے قائدینِ تحریک ختم نبوت بڑی جانفشانی سے نبھا رہے تھے۔مجلس احرار اسلام،جمعیت اہلحدیث اور جمعیت علماء اسلام کی مرکزی قیادت پس زنداں تھی۔تحریک کی قیادت اب مولانا خلیل احمد قادری،مولانا غلام غوث ہزاروی،چودھری ثناء اللہ بھٹہ،مولانا بہاء الحق قاسمی،مولانا سید ابوذر بخاری اور مولانا عبدالستار نیازی کے ہاتھ میں تھی۔لاہور کے در و دیوار کسی نعت خوان کی پُر درد آواز سے اب بھی گونج رہے تھے:

میں لجپالاں دے لڑ لگیّاں میرے توں غم پرے رہندے
مِری آساں، اُمیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے
خیالِ یار وِچ میں مست رہناں ہاں دِنّے راتی
مرے دل وِچ سجن وسدا مرے دِیدے ٹھرے رہندے

تقریباً نصف گھنٹہ لاہور کی مختلف سڑکوں پر گدھا گاڑی دوڑانے کے بعد ہم "تنگ بازار" کی ایک خستہ حال بلڈنگ کے سامنے جا رُکے۔مشین اتار کر نیچے رکھی اور ریڑھی بان کو تین پائی دیکر رخصت کیا۔

"باباغوث... باباغوث" چاند پوری نے صدا لگائی۔میرے دانت سردی سے کج کج کر رہے تھے

"باباغوث..او.. باباغوث"

اس دوران اوپر والی کسی منزل پر کھڑ پڑ ہوئی۔پھر ایک کھڑکی کا نصف پٹ کھلا۔

"باباغوث تے فوت ہو گئے نیں۔" ایک بزرگ نے کھڑکی سے جھانک کر کہا۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون۔کب فوت ہوئے؟" چاند پوری نے کہا۔

"ہفتہ ہو یا۔" بابا جی نے کہا۔

"افسوس! ہم کراچی گئے ہوئے تھے۔ پتا ہی نہ چل سکا۔ "

"سانوں وی نئیں پتا چلیا پتّر! صفائی کرن والے نے دسیا کہ بابا دو دِن توں اٹھیا نئیں۔ ویکھیا تے ہمیشہ واسطے اٹھ چکیا سی۔

(بیٹا! ہمیں بھی نہیں پتا چلا۔ صفائی کرنے والے نے بتایا کہ بابا دو دِن سے نہیں اٹھا۔ جب جا کر دیکھا تو وہ ہمیشہ کے لیے جا چکا تھا۔)

" کیا ہوا؟ کوئی بیماری وغیرہ تھی؟ " میں نے سوال کیا۔

"سردی توں وڈی کیہڑی بیماری مہاجرنوں ...."

(مہاجر کو سردی سے بڑھ کر کون سی بیماری ہوسکتی ہے۔) یہ کہہ کر بزرگ نے کھڑکی کے پٹ بند کر دئے۔

ہم نے سائیکلو سٹائل مشین گھسیٹ گھساٹ کر سیڑھیوں کے نیچے رکھی اور تھکے قدموں سے مسجد وزیر خان کی طرف چل پڑے۔ لاہور کی ویران سڑکوں پر چلتے ہوئے چاند پوری نے کہا:

" خدا بابا غوث کی مغفرت کرے۔ بے چارہ آزادی کی قسطیں چکاتے چکاتے تہہ خاک جا سویا۔ وہ لدھیانہ میں ایک خوبصورت گھر چھوڑ کر آیا تھا۔ خاندان رستے میں کٹ گیا۔ جمع پونجی پاس تھی، نہ رہنے کوٹھکانہ تھا۔ بس لے دے کے چھولوں کا ایک ٹھیلہ تھا۔ رات یہیں سیڑھیوں کے نیچے پڑ جاتا تھا۔ اکثر کہا کرتا تھا کہ جس دن ربوہ کی زمین مسلمان مہاجروں کو ملے گی۔ اُس دن میں بھی پاکستان میں اپنا گھر بناؤں گا۔ ربوہ کی زمین تو نہ مل سکی، لیکن گھر آخر مل ہی گیا... کچّی مٹی کا گھر! "

(جاری ہے)

☆......☆......☆

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

اس شہر بے وفا کی اب تو فضا ہے اور
اندر ہے دل میں اور تو لب پہ دعا ہے اور

چرچے وفا کے ہوتے ہیں ہر سمت دہر میں
ذکر وفا کچھ اور ہے پاسِ وفا ہے اور

میں تو غبار شوق میں گم ہو کے رہ گیا
میری خطا کچھ اور ہے میری سزا ہے اور

پاؤں سے آپ باندھی ہے زنجیرِ بے بسی
گرچہ شکستِ شوق کی کوئی سزا ہے اور

کیسے یقین کر لوں میں حالاتِ شہر پر
نیت ہوا کی اور ہے شورِ ہوا ہے اور

چلنا ہے ساتھ میرے تو خالؔد رہے خیال
رکنا نہیں ہے راہ میں چلنا ہے اور اور

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ

سید صبیح الحسن ہمدانی

تصوف اور اہلِ تصوف کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے سب سے بڑی مشکل یہ درپیش رہتی ہے کہ اس منہج کے اصحاب لفظی بازی گری اور بے روح قول و کلام سے شدید بیزاری رکھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے محض باتیں کرنے اور کتابیں لکھنے والوں میں سے نہیں۔ چنانچہ ہم ایسے اہلِ قال کا عمومی طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی معلومات و پسند ناپسند اور تعصّبات کی بنیاد پر اہلِ تصوف کے مشرب و منہج کی اپنی پسندیدہ تشریح و تفسیر کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ کارل مارکس کے مطالعۂ تاریخ کے طبقاتی اصول کی روشنی میں منہجِ اہلِ قلب یعنی صوفیا کے مسلک و مشرب کی توضیح کرتے ہیں، کچھ لوگوں کے سامنے اپنا نیشنلسٹ بیانیہ ہوتا ہے جس کی روشنی میں وہ حضرات صوفیا کو بھی قوم پرست سیاست دان کی حیثیت سے روشناس کراتے ہیں۔ جن اہلِ فکر نے ہیومن ازم کو بطور ''الحق'' اور ''الخیر'' کے قبول کر لیا ہے وہ اہلِ تصوف کو محض اس وجہ سے تسلیم کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ان کی نظر میں بہت انسان پرست ہیں۔ کچھ اہلِ قلم زبانوں سے یا بطورِ خاص کسی ایک زبان سے والہانہ محبت رکھتے ہیں تو ان کے ہاں صوفیاء کے مسلک و مشرب کی توضیح بلکہ صوفیا کو برداشت کرنے کی اکلوتی وجہ بھی کسی خاص زبان سے تعلق ہوتی ہے۔ (جیسے اکادمی ادبیات کے زیرِ اہتمام ملتان میں منعقد ہونے والی دو روزہ صوفی ادب کی قومی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ایک ''دانشور'' نے کہا ہم اس کو صوفی نہیں مانتے جس نے ہماری زبان میں شاعری نہیں کی)۔ لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علم و تحقیق سے تعلق رکھنے والے یا ادب کو اپنے اوقاتِ عزیز کا مصرف بنانے والے اہلِ علم میں کم از کم اتنی دیانت اور اتنی علمی رواداری ضرور ہونی چاہیے کہ وہ کسی مشرب و مسلک کی تاریخی توضیح کرتے ہوئے اس منہج کے اربابِ فکر کے اپنے نقطۂ نظر کو بیان کر سکیں۔ ہمارا تصورِ خیر و شر کیا ہے؟ ہمیں کیا اچھا لگتا ہے یا کیا برا لگتا ہے یہ بتانے کے لیے ہمارے پاس بہت سے مواقع اور طریقے ہیں لیکن جب ہم صوفیا کی بات کریں تو ہم میں اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہیے کہ ہم ان کے مشرب کو اپنی پسند ناپسند کے ساتھ مخلوط نہ کریں بلکہ علمی خیانت سے بچتے ہوئے ان کے بارے میں وہ کہنے کی بہادری پیدا کریں جو وہ تھے نہ کہ وہ جو ہمیں پسند ہے۔

حضرات صوفیاء کرام نے ہمیشہ معاشرے کے ادنی اور پسے ہوئے طبقات کی دلداری کی مگر اس کا سبب ان کا مارکسسٹ ہونا نہیں تھا بلکہ ان کے سامنے اپنے آقا و مولی کا ارشادِ گرامی تھا کہ: **أنا عِندَ المُنكَسِرةِ قلوبُهم** یعنی میں

شکستہ دلوں کے زیادہ قریب ہوں،صوفیا مقامی زبانوں میں کلام کو اختیار کرتے تھے مگر اس کی وجہ کوئی لسانی عصبیت نہیں تھی بلکہ ان حضرات کو ان زبانوں میں حقانیت کو بیان کرنے کی صلاحیت نظر آتی تھی ،حضرات اہلِ تصوف نے ہمیشہ انسان کی حرمت وعظمت کا خیال رکھا لیکن ہیومنسٹ نظریے کی وجہ سے نہیں بلکہ کیونکہ ان کو ہر انسان میں وہ نفخۂ ربانیہ نظر آتا تھا جو پہلے انسان سیدنا آدم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے روح کی صورت میں پھونکا تھا۔صوفیا کے اعمال کا محرک اول وآخر ان کے محبوب رب کی رضا کا حصول تھا۔یہی وہ سبب حقیقی ہے جس نے ان سے وہ سارے عظیم کارنامے سرانجام دلائے جن کو بیان کرتے ہوئے آج ہم مصنوعی تشریحات وتوجیہات کا سہارا لینے پر مجبور ہورہے ہیں۔ہمیں کم از کم صوفیا کو ان کے اپنے اقوال وتشریحات کی روشنی میں ہی دیکھ سکنے کی برداشت پیدا کر لینی چاہیے۔امہات کتب کی دستیابی کے اس زمانے میں کسی دوسرے کے منہج کو اپنے بیانیے کی روشنی میں تشریح کرنے کی استعماری واستشراقی روش خاصی پرانی ہوگئی ہے اور کسی قدر احمقانہ بھی لگتی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا اسدی قریشی ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ اہلِ تصوف کے اعاظمِ رجال میں سے ہیں۔آپ کا شمار اس محدودسی جماعت میں ہوتا ہے جس کے روزمرہ معمولات اور احوال وآثار سے اہلِ تصوف کے منہج و مشرب کی اصلیت کو متعین کیا جاسکتا ہے۔آپ ہندستان کے چار بنیادی صوفی سلاسل میں سے ایک یعنی سلسلۂ سہروردیہ کے ایک گونہ بانی ہیں اور ایک دوسرے عظیم الشان سلسلے یعنی سلسلۂ چشتیہ کے اولین نقش گزار حضرت شیخ الشیوخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے معاصر، دلی محبّ وحبیب اور ہم صحبت ہیں۔آپ کی شخصیت سے ہمارے دیار میں تصوف کے ایک بہت بنیادی اور مرکزی دھارے کا آغاز ہوتا ہے۔میں چند لفظوں میں آپ کی ذاتِ عالی اور آپ کے سلسلہ طیبہ کا تعارف کرا کر موضوعِ مقالہ کی طرف منتقل ہوتا ہوں۔

شیخ الاسلام ابو محمد زکریا بن محمد الھباری الأسدی القریشی الملتانی السہروردی نسباً اسدی قریشی ہیں،آپ کا انتساب قریش کی اس شاخ سے ہے جس میں ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ،حواری رسول سیدنا زبیر ابن العوام،حضرت ورقہ بن نوفل،حضرت ہبار بن الأسود رضی اللہ عنہم جیسے عظیم رجالِ اسلام کا تعلق ہے۔آپ کی ولادت باسعادت سنہ 1172 عیسوی 566 ہجری میں (علی اختلاف الاقوال) کوٹ کروڑ (حال ضلع لیہ) میں ہوئی۔آپ کے خاندان کی ہی ایک شاخ منصورہ سندھ میں مشہور ہباری اسلامی سلطنت کی حکمران رہی،مگر آنجناب ان حکمرانوں کے براہِ راست وارث نہ تھے۔آنجناب نے لگ بھگ 30 برس کا عرصہ حصولِ علم وتزکیہ میں گزارا،اور اس کے بعد تقریباً 60 برس تک مسندِ رشد وہدایت پر جلوہ افروز رہ کے دعوت الی اللہ اور تزکیۂ قلب کے فریضے کو سرانجام دیتے رہے۔ملتان میں عظیم الشان مدرسہ بہائیہ قائم فرمایا، بہت زیادہ

سیر وسفر و ہجرت و مجاہدہ کو اختیار فرما کر ملتان بلوچستان سندھ مارواڑ راجستھان اور علاقۂ افغانان میں تبلیغی سرگرمیوں میں حد درجہ مشغول رہے، سلاطین اسلام کے ساتھ ہمیشہ تواصی بالحق تواصی بالصبر اور الدین النصیحہ کی بنیادوں پر مستحکم تعلقات قائم رکھے، ناصر الدین قباچہ کے ظلم و مطلق العنانی کے خلاف سلطان شمس الدین التتمش کے زہد و اتقا اور علم و دین داری کی وجہ سے اس کے حق حکومت کی تائید کی، منصبِ شیخ الاسلام کو قبول فرمایا اور تقریباً 96 برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

سلسلۂ سہروردیہ کی سب سے بڑی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اکابر میں دیگر سلاسل کے مقابلے میں اتباعِ شریعت اور ظواہرِ شریعت کی پابندی پر بہت زور تھا، یہی وہ چیز ہے جس کو قاضی جاوید نے ''عقیدہ پرستی'' اور شیخ محمد اکرام نے ''شریعت کا جلالی رنگ'' سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً حضراتِ سہروردیہ سماع کو بطور آلۂ تزکیہ قبول نہیں کرتے، حتیٰ کہ خود شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کی خانقاہ میں جب فخر الدین عراقی حالِ بے حالی میں کبھی اونچی آواز میں شعر گنگنانے لگتے تو سہروردی فقرا اس پر نکیر کرتے، اس پر حضرت شیخ الاسلام فرماتے یہ عمل باقی لوگوں کے لیے تو ممنوع ہی ہے مگر عراقی کو (اپنے غلبۂ حال کی وجہ سے معذور ہونے کی بنا پر) اجازت ہے۔ اسی ضمن میں ایک مشہور واقعہ سید مبارک میر خورد اپنی کتاب سیر الاولیا میں ذکر کرتے ہیں کہ: شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کا ایک فرزند ناگور میں آیا اور جب اس نے سنا شیخ حمید الدین ناگوری (خلیفہ خواجہ معین الدین اجمیری) نمازِ جمعہ میں شریک نہیں ہوتے تو شدت سے اعتراض کیا اور علما کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کے مکان پر پہنچ کر آپ کو امر بالمعروف کیا۔

علمی و ادبی خدمات:

حضرت شیخ الاسلام کا مزاج بلکہ بالعموم سہروردی تصوف اہلِ قلم کا تصوف نہیں ہے، ان حضرات میں حال کو قال پر اس قدر غلبہ رہا ہے کہ تصنیف و تالیف اور کتاب سازی بلکہ کتاب بازی سے انتہائی بے اعتنائی کو شعوری طور پر اختیار کیا گیا۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ حضرات سہروردا ہلِ صدق و درد علومِ اسلامیہ سے بے بہرہ ہیں۔ خود حضرت شیخ الاسلام نے سات برس خراسان اور پندرہ برس بخارا میں علومِ اسلامیہ ظاہرہ کی ہی طلب و تحصیل میں گزارے اور اس کے بعد دولتِ تزکیہ حاصل کرنے کے لیے بغداد میں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے ہاں حاضر ہوئے اور وہاں صرف سترہ روز بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر وطن واپس ہوئے۔ تذکرہ علمائے ہند میں مولوی رحمان علی صفحہ 131 پر لکھتے ہیں ''وے را تصانیف عدیدہ خاصتاً بسلوک ہستند'' (ان کی متعدد تصانیف، خاص طور پر علمِ سلوک و اخلاق کے موضوع پر پائی جاتی ہیں)۔ مگر حضرات سہروردیہ کے عمومی مزاجِ عملیت پسندی اور اقوامِ نامسلم میں جوشِ تبلیغ کی وجہ سے یہ کتب بالعموم محفوظ نہیں رہیں۔ البتہ کم از کم ایک تصنیف بالیقین ایام زمانہ کی دست برد کا شکار ہونے سے بچ گئی۔

کتاب کا نام ''الاوراد'' ہے، نام سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی وظیفوں وغیرہ کی کتاب ہوگی مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ ایک عظیم الشان تصنیف ہے جس میں علمِ فقہ اور علم حقائق الاعمال وعلم اسرارِ شریعت کو جمع کیا گیا ہے۔ یعنی پہلے مسائلِ فقہیہ بیان کرتے ہیں پھر اعمالِ عبادت وعبودیت کی حقیقت اور تشریع کا سرّ تفصیلاً بیان فرماتے ہیں۔ ہر باب کو ''ذکر'' کے لفظ سے معنون کرتے ہیں، جیسے ذکر الصلاۃ، ذکر الصوم، ذکر الحج، وغیرہ۔ زبان فارسی مخلوط بہ عربی ہے۔ یہ کتاب اسلامک بک فاؤنڈیشن اور مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کی طرف سے سنہ 1978ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ کتاب کی تحقیق وتدوین ڈاکٹر محمد میاں صدیقی نے کی اور ترجمہ بھی کیا۔

بطور تبرک واستشہاد اس تصنیف میں سے ہم ایک مناجات نقل کرتے ہیں، حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

''پادشاہا! بنظرِ رضا ورحمت بما نگر! خداوند! ظاہر و باطنِ ما را در طلبِ رضائے خود جمع دار!، تفرقہ و پریشانی وسرگردانی از راہِ ما واز راہِ ہمہ مسلماناں بدور دار!، عفو وعافیت را قرینِ وقتِ ما کن!، عنایت ورعایت را سابق وقائدِ ما گردان!، ما را بدستِ تفرقہ ما باز مدہ!، ما را بما باز مگذار!، ما ربر ما مگمار!، ما را از شرِ ما نگاہدار!، کارِ ما وکارِ ہمہ مسلماناں در عافیت ودر رضائے خود باصلاح آر!، کردۂ ما را در گذار و آئندہ را نگاہدار!، ہرچہ بہ بندہ بخشی وبینی بار ضائے خویش قرینی بخش!، ما را بقہرِ خود مخزول مکن!، ما را بدونِ خود مشغول مکن!، ما را از یادِ خود معزول مگردان!، اگر پرسی حجّتے ندارم، واگر بسوزی طاقت نیارم، از بندہ خطا و زلّت است واز تو ہمہ عطا ورحمت، اے قدیمِ لم یزل!! واے عزیز بے بدل!! اللھم اصلحنا واُصلح فسادَ قلوبنا''

(ترجمہ) اے بادشاہِ ارض وسما ہم پر اپنی رضا ورحمت کی نگاہ فرما، اے مالک! اپنی رضا کی طلبگاری میں ہمارے ظاہر و باطن کو یکسو کردے، ہم سے اور سب مسلمانوں سے پریشانئ خاطر وتفرقۂ دل اور سرگردانی کو دور فرمادے، ہمارے زمانے کو اپنی عافیت ومعافی کا قرین بنادے، اے مولا! ہمارے راستے میں ہمارا پیش رو بھی اپنی عنایت بے غایت کو بنا اور ہمیں پیچھے سے راہ یاد دلانے کے لیے بھی اپنی رعایت کو ہمارا قائد بنادے۔ ہمیں ہماری اپنی پریشاں خاطری کے ہاتھ نہ تھما، ہمیں ہماری ذات کے حوالے نہ کر، بارِ الٰہا ہمیں اپنی ذات کا سہارا کافی نہیں، ہمیں ہمارے شر سے پناہ دے۔ ہمارے اور سب مسلمانوں کے معاملے کو اپنی عافیت ورضا سے ٹھیک کردے، ہمارے اعمال سے درگذر فرما، اور آئندہ کے لیے حفاظت فرما، اے وہّاب اگر تو ہمیں کچھ بخشنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ہمیں اپنی قربت اور قرینی بخش دے۔ ہمیں اپنی شانِ قہّاری کی تجلّی کے طور پر رسوا نہ فرمائیو، ہمیں اپنے ماسوا میں مشغول نہ فرمائیو اور اپنی یاد کے شرف سے معزول نہ فرمائیو، اگر تو سوال فرمانا چاہے تو مولا ہم بے جوابوں کے پاس کوئی حجّت نہیں، اور اگر تو عذاب دینا چاہے تو مالک ہم کمزوروں میں اس کے طاقت نہیں، ہم بندوں کے پاس صرف خطایا ہیں اور معصیت، تیرے پاس عطا ہی عطا ہے اور رحمت۔ اے قدیمِ لم یزل اے عزیز بے بدل اے اللہ ہماری اور ہمارے قلوب کے فساد کی اصلاح فرمادے۔

متلاشیانِ حق کو دعوتِ فکر و عمل

(مکتوب نمبر۱)

ڈاکٹر محمد آصف

عزیز احمدی دوستو!

آپ کا تعلق ایک ایسی جماعت سے ہے جو حقیقی دین اسلام پر قائم ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ آپ یقیناً اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور اپنی جماعت کی ترقی کے لیے اپنی محدود آمدنی کے باوجود مالی طور پر ساری زندگی قربانی دیتے رہتے ہیں۔ آپ ذوق وشوق سے اپنے مربی حضرات کی باتیں سنتے ہیں۔ آپ دینی عقیدت کے جذبے سے اپنے خلیفہ صاحب کی ہر بات مانتے ہیں کیونکہ یہ بات آپ کے دل میں جاگزیں کر دی گئی ہے کہ آپ کے خلیفہ خدا کا انتخاب ہیں آپ کو اپنی جماعت کا منظّم ماحول بھی دلکش دکھائی دیتا ہے اور یوں آپ جماعتی نظام کی اطاعت میں ساری عمر گزار دیتے ہیں۔ دہشت گردی اور فرقہ واریت کے واقعات کا سہارا لے کر آپ کو بتایا جاتا ہے کہ حقیقی اسلام صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہے جو پوری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ آپ کو یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ علماء کرام ''جاہل ملا'' ہیں جو محض اپنی تنگ نظری اور ذاتی مفادات کی وجہ سے عوام الناس میں احمدیت کا غلط تعارف کراتے ہیں۔ وہ مرزا صاحب کی کتابوں کے غلط اور سیاق وسباق سے کاٹ کر حوالے دیتے ہیں اور یوں عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔

یہ ''مولوی'' معاشرے میں نفرت پھیلاتے ہیں جبکہ جماعت احمدیہ Love for all and hattered for none جیسے اصول کا پرچار کرتی ہے۔ آپ کو یہ بتایا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ پر جو مشکلات آتی ہیں اور احمدی افراد کا جو سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے وہ جماعت کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ ہر دور میں اہلِ حق کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔

یہ سب کچھ آپ کو اپنے اطمینان کے لیے کافی دکھائی دیتا ہے اور آپ اپنے آپ کو ایک سچی جماعت کا فرد سمجھتے ہیں اور کسی تحقیق وتفتیش کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ لیکن کیا آپ واقعی مطمئن ہیں؟

کیا جماعت احمدیہ کا نظام، جو انسانوں کو معاشرتی اور نفسیاتی طور پر کنٹرول کرنے کے جدید ترین نسخوں اور ترکیبوں پر مبنی ہے آپ کے ذہن میں چند سوالات کو جنم نہیں دیتا؟

کیا آپ نے ملت اسلامیہ کا مؤقف جاننے کی دیانتدارانہ کوشش کی ہے؟

یا کیا آپ اس لیے احمدی ہیں کہ آپ کے دادا یا پردادا نے مرزا صاحب کی بیعت کر لی تھی اور بس؟

کیا آپ اپنے دل کے اضطراب اور شک کو زبان پر لانے سے اس لیے خوفزدہ ہیں کہ آپ کو جماعت میں مشکوک سمجھ لیا جائے گا۔

کیا ایمان جیسی اعلیٰ وارفع قلبی کیفیت کی بنیاد خوف اور نفرت پر رکھی جاسکتی ہے؟

پیارے احمدی دوست!

آج ہم جس دور میں زندہ ہیں وہ علم اور تحقیق کا دور ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو علم اور تحقیق کے ذریعے سے انسان سچ اور جھوٹ میں فرق کرسکتا ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ ہم کسی تعصب کا شکار نہ ہوں۔ مرزا غلام احمد صاحب نے جو دلائل دیے ہیں وہ بھی موجود ہیں اور سب سے بڑھ کر قرآن اور حدیث کی کتابیں موجود ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے، عقلِ سلیم کی روشنی میں اگر تحقیق شروع کریں تو ہدایت دور نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت اور سلامتی عطا فرمائے، آمین!

آپ کا خیرخواہ

ڈاکٹر محمد آصف

نام کتاب: عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر المدنی الکبیر مفسر: مولانا ابوطاہر محمد اسحاق المدنی

ناشر: المدنی پبلیکیشنز اسلام آباد، پاکستان 0333-5256734 صفحات: ۷۲۴ قیمت: درج نہیں

زیرِ تبصرہ کتاب مولانا محمد اسحاق خان المدنی مدظلہ کے سلسلۂ تفسیر ”عمدۃ البیان“ کی پانچویں جلد ہے جو گیارھویں اور بارھویں پارے پر مشتمل ہے۔ اس سے پہلے اس سلسلے کی چار جلدیں شائع ہو کر اکابر اہلِ علم سے اعتماد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

اس تفسیر کی بنیادی خصوصیت اس کا تأخّرِ زمانی ہے جس کی وجہ سے فاضل مفسر کو اپنے سے پہلے کے تمام تفسیری ذخیرے سے استفادے اور ان کے محاسن سے کسبِ فیض کرنے کا موقع ملا۔ ترجمہ البتہ نیا ہے، جو فاضل مفسّر کے بقول نہ تو بالکل تحت اللفظ پرانا ہے اور نہ ہی بالکل آزاد اور ماڈرن قسم کا۔ ترجمے میں عبارتی طور پر بلاغتِ قرآنی کے شکوہ وجلال کی اتباع کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ اگرچہ اردو زبان کی اپنی فصاحت اور سلاست پر کسی قدر مزید توجہ مرکوز کی جاسکتی تھی۔

تفسیر میں عقائدِ اسلام کی تشریح وتمہید اور خاص طور پر عقیدۂ توحید کی توجیہ وتقویت پر توجّہات کو صرف کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے کسی بھی صفحے کو کھول کر دیکھا جائے تو ذاتِ احدیّت جلّ جلالہٗ کی عظمت و کبریائی، آپ کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ علیا کی قداست و جبروت پر دلنشین ومؤثر گفتگو قاری کے ثمراتِ ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اور اس سلسلے میں اہلِ باطل کی تحریفات وتلبیسات کی نشاندہی بھی کی گئی۔ البتہ باطل بزرگ یعنی مغربی الحاد و مادّیت کے موضوع پر کسی قدر تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فاضل مفسّر کی جہد وعمل کو قبول فرمائیں اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائیں۔

مسافرانِ آخرت

ادارہ

★ جناب حافظ محمد سالم کے والد حافظ محمد طیب (بانی مدرسہ نورِ ہدایت کلورکوٹ) انتقال: 15 مئی 2017ء

★ مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولوی عبدالباسط کی والدہ، بھائی سعید احمد کی بھابھی انتقال: 20 مئی 2017

★ حاجی دین محمد مرحوم (لاہور) کے فرزند اور جناب حبیب احمد کے بڑے بھائی جناب فضل احمد مرحوم انتقال: 4 مئی

★ مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے کارکن صوفی محمد سلیم مرحوم انتقال: 24 مئی 2017ء

★ حافظ محمد اکرم کے ماموں جناب ملک حاجی حق نواز نمبردار مرحوم، میراں پور میلسی، 9 مئی 2017ء/۱۲ رشعبان المعظم انتقال فرما گئے

★ چیچہ وطنی کے قدیم احرار کارکن ماسٹر تنویر احمد کی خوش دامن 11۔مئی جمعۃ المبارک کو بھکر میں انتقال کر گئیں۔

★ جناب فدا عباس (امریکہ) کے والد گرامی غلام علی امریکہ سے پاکستان کے سفر کے دوران 10 مئی کو مانچسٹر میں انتقال کر گئے۔اُن کی تدفین چک نمبر 12/44 ایل چیچہ وطنی میں ہوئی۔

★ جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال کے رہنما مولانا محمد اسماعیل (قطری) کی اہلیہ محترمہ 22 مئی کو انتقال کر گئیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطاء فرمائے۔

دعاءِ صحت

● مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں

● حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب گزشتہ دو سال سے کومے میں ہیں

● مجلس احرار اسلام بہاول پور کے صدر قاری عبدالعزیز صاحب علیل ہیں

● مدرسہ معمورہ کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی علیل ہے

● لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب طویل عرصے سے علیل ہیں

● چودھری عبدالجبار صاحب صدر مجلس احرار اسلام خان پور علیل ہیں

- حافظ محمد جمال صاحب قدیمی کارکن مجلس احرار اسلام غازی پور
- ڈیرہ اسماعیل خان کے احرار کارکن حافظ فتح محمد علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن قاضی رفیع الدین کی خالہ محترمہ شدید علیل ہیں
- حافظ محمد صدیق چوہان صدر مجلس احرار اسلام رحیم یار خان شہر علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام کراچی کے نائب امیر اور مدرسہ محمدیہ، جامعہ مسجد محمدی مہران ٹاؤن کراچی کے بانی و مہتمم مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی کے بھائی قاری عبدالشکور علیل ہیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ انہیں شفا کاملہ عطا فرمائے۔

رحماء بینہم ویلفیئر ٹرسٹ کا قیام

ممتاز محقق، نامور عالم دین حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کرنے اور آپ کے علمی و تحقیقی کام کو آگے بڑھانے کے لیے رحماء بینہم ویلفیئر ٹرسٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

آپ کی عظیم الشان لائبریری میں ہزاروں کتابیں موجود ہیں جو علمی و تحقیقی دنیا میں ایک بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ رحماء بینہم ویلفیئر ٹرسٹ کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس لائبریری میں موجود علمی ذخیرہ کو سکین (Scan) کر کے ایک ویب سائٹ کے ذریعے دنیا بھر کے اہل علم کے استفادے کے لیے عام کیا جائے اس منصوبہ پر کام جاری تھا مگر سرمایہ کی کمی کی وجہ سے کام متاثر ہو رہا ہے۔ مخیّر حضرات اور اہل علم و تحقیق سے اپیل ہے کہ اس کارِ خیر میں مالی تعاون فرمائیں تا کہ یہ عظیم الشان علمی و تحقیقی منصوبہ جلد پایۂ تکمیل تک پہنچے۔

چیچہ وطنی میں ہمارے ادارے

- دفتر شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی
- دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی
- مُفکر احرار چودھری افضل حق لائبریری جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی
- ختم نبوت ٹرسٹ (شعبۂ خدمت خلق) جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی
- مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی
- مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی چیچہ وطنی

- دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد سے متصل پونے تین مرلہ جگہ ساڑھے اٹھائیس لاکھ روپے میں خریدی گئی ہے۔
- مرکزی مسجد عثمانیہ میں سیلنگ کرائی گئی ہے اور مسجد کو مکمل ائیر کنڈیشنڈ کیا جا رہا ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)
- مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی کے ہال کی تعمیر کا کام جاری ہے۔
- مستقبل میں جامع مسجد والے مرکز میں ان شاء اللہ تعالیٰ فری ڈسپنسری اور درجۂ کتب کا منصوبہ زیر غور ہے۔
- رمضان المبارک میں روزانہ بعد نماز فجر مرکزی مسجد عثمانیہ جبکہ بعد نماز ظہر مرکز احرار جامع مسجد میں درس قرآن ہوا کرے گا۔
- رمضان المبارک کے آخر میں مرکزی مسجد عثمانیہ میں عصر تا افطار مختلف موضوعات پر محاضرات ہوں گے جبکہ طالبات کے لیے حسب سابق فہم دین اور فہم قرآن کے سلسلہ میں نشست ہوا کرے گی جو عید کی چھٹیوں کے بعد دوبارہ شروع ہو جائے گی،
- رمضان المبارک کے دوران مرکزی مسجد عثمانیہ میں روزانہ افطار کا اہتمام ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

رمضان المبارک میں زکوٰۃ وصدقات وعطیات وفطرانہ سے تعاون فرمائیے اور اللہ سے اجر پائیے!

سرپرست

قائد احرار حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
مدظلہ العالی

جانشین شیخ المشائخ حضرت
خواجہ خلیل احمد
مدظلہ العالی

بانی و منتظم

حاجی
عبداللطیف خالد چیمہ
حفظہ اللہ تعالیٰ

رابطہ

قاری محمد قاسم
جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی
0302-6913303

مولانا منظور احمد
مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی
0300-6901649

مفتی قاضی ذیشان آفتاب
مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی چیچہ وطنی۔
0306-8747970

اکاؤنٹ بنام دار العلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی، **اکاؤنٹ نمبر** 076000,4037251873 نیشنل بنک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

بیاد مجددِ بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے

★ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک تعلیم جاری ہے

★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء

★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت

★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔

تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (50,00,000) پچاس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ پانچ لاکھ روپے ہے

تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (2,00,00,000) دو کروڑ روپے

صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053

یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

majlisahrar@yahoo.com

majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان